1108
S. K. ACADEMY LIBRARY
Acc. No.
Date of Purchase
Price
SRINAGAR.

الحمد للہ والمنۃ

کتب خانہ
عرشی
نامپلی
حیدرآباد
ARSHI
LIBRARY
Nampally,
Hyd-A.P.

دیوان

موسوم باسم تاریخی

مضمونہاے دلکش

۱۳۰۶ھ

وغیرہ تاریخی

خیالات بیمثال

507

از تصنیف

سر آمد سخنوران باکمال فخر شعراے ماضی وحال
حکیم سید ضامن علی صاحب جلال سلمہ اللہ المتعال

انوری پریس لکھنؤ گولہ گنج مین چھپکر زیب مطبع ہوا

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً

الحمد للہ المتعال کہ ارتنگ نقوش فکر و خیال و نیرنگ طلسم سحر حلال اعنی

دیوان سوم جناب جلال

موسوم باسم تاریخی

مضمونہای دلکش ۱۳۲۶ھ

و غیر تاریخی

خیالات بےمثال

من تصنیف سرآمد اہل کمال فخر شعرائے ماضی و حال حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی دام فیضہ

در مطبع انوری واقع لکھنؤ گولہ گنج بطبع آراستہ و حلیۂ انطباع پوشید

قصائد در مدح پنجتن پاک علیہم السلام

قصیدہ در نعت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہون وہ دیوانہ جو دیکھے مری شوریدہ سری
حور دلدادہ ہو سو جان سے عاشق ہو پری

پھاڑتے آپ وہ پیراہن زیبا اپنا
دیکھتے حضرت یوسف جو مری جامہ دری

چھوڑ کر شمع کو پروانہ ہو پروانہ مرا
کبھی دکھلاؤن اگر جلوۂ سوزِ جگری

تاب نظارے کی خورشید قیامت بھی نہ لائے
داغ کو عشق حقیقی کے جو دون جلوہ گری

اذن نالے کا جو دے شورِ محبّت مجھکو
حشر ہو گوشہ نشین چھپتی پھرے فتنہ گری

آہ اگر سینۂ پُرسوز سے اپنے کھینچون
دھوین اوڑ جائین ترے اے فلکِ نیلوفری

ٹھنڈی سانسون کی دکھاؤن جو کسی دن تاثیر
سرد ہو گرمیِ بازارِ نسیمِ سحری

انھین آہون سے تعلّق نہین ناکامی کو
انھین نالون سے غرض رکھتی نہین بےاثری

کون سے دل مین اثر کرتی نہین میری فغان
عرش اعظم کو ہلاتی ہے مری نوحہ گری

جو شرر ہو جو کبھی سیلِ سرشکِ حسرت
کشتیِ چرخ کو لے ڈوبے اِن آنکھو نکی تری

دائم اپنے شجرِ عشق کو پاتا ہون نہال
اسکی ہر شاخ ہمیشہ نظر آتی ہے ہری

دور رہتی ہی گلستان سے مرے بے برگی
بار پاتی نہین گلشن مین مرے بے ثمری

نام جسکا خرد و ہوش وہ سودا ہے مرا
عین جمعیّتِ خاطر مری آشفتہ سری

عقل کو کرتی ہے ہشیار مری بیہوشی
دل کو کرتی ہے خبردار مری بیخبری

لاکھہ سامانون سے بڑھکر مری بیسامانی
پرِ پرواز سے بہتر مجھے بے بال و پری

اپنی مِٹ جانے کو مین جانتا ہون اپنی نمود
بے نشانی ہی مری میرے لیئے ناموری

نام جسکا ہی فنا عین بقا ہی وہ یہان
موت کہتے ہین جسے ہی وہ حیاتِ خضری

میری وادی مین بھٹکتا نہین ہرگز رہرو
میری منزل مین پریشان نہین ہوتا سفری

مین جو خود گم ہون خدا جانے کہ ہی کسکی تلاش
ڈھونڈھتی ہے کسی جلوے کو پریشان نظری

سر مین سودا ہی مرے اُسکی قدم بوسی کا
خاکِ پا جسکی ملائک کو ہے کحلِ بصری

اوسکے دیدار کی حسرت نگہِ شوق کو ہے
جسکی طلعت ہی فروغِ نظرِ حور و پری

اُس تجلّی کی ہین مشتاق یہ دونون آنکھین
جسکے آگے مہ و انجم ہین چراغِ سحری

وہ تجلّی جو تجلّی ہے فروغِ کونین
کونسا جلوہ جو ہے جلوۂ خیر البشری

خسروِ کون و مکان باعثِ خلقِ دوجہان
دُرّۃ التاجِ شرف افسرِ والاگہری

نور کا جسکے ہوا پہلے ہر اک شی سے ظہور
پیشتر جسکی دوعالم سے ہوئی جلوہ گری

عرش و کرسی تھی نہ لوح و قلم و طوبیٰ و خلد
نہ ملائک تھے نہ جن و بشر و حور و پری

نہ فلک تھے نہ ستارون کا فلک پر تھا وجود
شمس کی تھی نہ تجلّی نہ فروغِ قمری

ایک کا بھی نہ نشان صفحہ ہستی پر تھا
نامِ نامی ہی سے اِن سبکو ملی ناموری

مطلع دوم

حبذا روشنی طلعتِ خیر البشری
طور پر بھی رُخِ انور ہی کی تھی جلوہ گری

ذاتِ پاکِ شہِ لولاک ہے عالم افروز … ختم اسی پر ہوئی کونین مین روشن گہری
دشتِ ایمن کے شجر پر جو یہ نور آ چمکا … یون وہ تابندہ ہوا جیسے عقیقِ شجری
کفِ موسیٰ اسی تنویر کی تھی دست نگر … رخِ یوسف کو اسی نور نے دی جلوہ گری
خضر و الیاس بھی ہین بہرہ ورِ فیضِ جناب … آپ نے انکو کیا مالکِ خشکی و تری
منکرِ دینِ مبین کیون نہون انگشت نما … روشن آفاق مین ہی معجزِ شق القمری
رجعتِ شمس کا اعجاز ہے شاہد اسکا … مرجعِ عالمِ بالا بھی ہے والا نظری
سنگریزون کو نبوّت کی گواہی کے لیے … ملگیا آپ کے اعجاز سے نطقِ بشری
آپ کے یُمنِ قدم سے شبِ معراج ملا … تاجداران فلک کو شرفِ تاجوری
حبّذا رخشِ فلک سیرِ نبیؐ کی سُرعت … ہوش اوڑتے تھے فرشتونکے دمِ تیز پری
جوہرِ تیغ وہ جنسے نہ لڑا سکتے تھے آنکھہ … صفدر و صف شکن و معرکہ آرا و جری
تھے جو گمراہ ہوئے فیضِ ہدایت سے وہ خضر … رہنمائی اسے کہتے ہین اسے راہبری
واہ رے شانِ کرم واہ رے رحمت کی نگاہ … ہوگئے کتنے گنہگار گناہون سے بری
نظرِ لطف سے جو دفترِ عصیان گذرا … وہ جریدے کا جریدہ تھا سراپا نظری
دیکھنا گرم جو بازار شفاعت کا ہوا … جنّتی حشر مین ہوجاتے ہین کتنے سقری

قطعہ

ذکرِ محبوبِ الٰہی جو چمن مین آجائے … بلبلین نعت سرا ہون عوضِ نوحہ گری
طوطیِ سبزہ بھی پڑھنے لگے کلمہ اُنکا … دم بھرے باغِ محمّد کا نسیمِ سحری
ختم کر صلّ علےٰ پڑھکے قصیدہ کو جلال … ہوچکا حوصلۂ مدحتِ خیر البشری
کسکو کونین مین ہے نعت سرائی کی مجال … نہ یہ تابِ ملکی ہے نہ یہ حدِّ بشری
عرض کر پھر بصد الحاح کہ ای شافعِ حشر … کیجیو روزِ جزا مجکو گناہون سی بری

مین بھی ہون باغِ رسالت کا تمھارے بلبل
باغِ عالم مین مری شاخِ تمنا ہو ہری

کاف

قصیدہ در منقبت حضرت علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا

لاچکا رنگ بہت اے فلکِ نیلوفری — گل کھلائیگی کہانتک یہ تری فتنہ گری
تازہ نیرنگ دکھائیگا مجھے تو کبتک — تا کجا اُتریگی شیشہ مین تری طرفہ پری ؏
خوب اوڑائے دلِ آزار رسیدہ کے دہوین — رہ چکا خوب تماشائی دودِ جگری ؏
نارسائی مری آہونکی بہت دیکھہ چکا ؏ — سُن چکا نالون سے اکثر گلہ بے اثری
حال سے اپنے خبردار کیے دیتا ہون — دیکھہ ہشیار ہو اچھی نہین یہ بیخبری ؏
اب دیا رنج تو پہونچیگی تجھے بھی تکلیف — چٹکیان لیگی ترے دل مین مری نوحہ گری
یون نظر آئے گا تو جیسے کہ دریا مین حباب — موجزن ہوگئی جس دن مری آنکھونکی تری
ہمہ تن آبلہ ہو جائے گا یہ یاد رہے — پھونچی تجھکو جو کہین گرمیِ سوزِ جگری
آ ذرا ہوش مین دیوانہ سمجھتا ہے کسے — زیب دیتی نہین مدہوشیِ پیرانہ سری ؏
دیکھہ کر مجکو پریشان نہ خوش ہو اتنا — کہین عارض ہو تجھے خود نہ پریشان نظری
کیا مٹاتا ہے مجھے آپ نہ مٹ جائے کہین — بی نشان ہونے کو سمجھا ہے مگر ناموری ؏
جانتا کیا ہے مرے عہد کو تو بر سرِ راہ — دُور تیرا ابھی ہے آفاق سے اکدن سفری ؏
زعم مین تیرے یہ ہوگا مری ترکی ہے تمام — میرے نزدیک ہی تیری ہی نکبتی سپری ؏
ہو منین ثابت قدمِ عرصۂ حبِّ حیدرؑ — خاکِ پا اُسکی جو ہے صفدر و کرّار و جری ؏
یعنے آقا ہی جو قنبر کا غلام اوسکا ہون — زیب دیتی ہی جسے داوری و دادگری
مدح والاے علی مین وہ پڑھون اب مطلع — جسمین خورشید جہانتاب کی ہو جلوہ گری

مطلع

عشقِ مولا جو کرے شمع صفت جلوہ گری ؏ — جلکے پروانہ جو ہو خاک تو بنجائے پری ؏
ہو اگر مہرِ دل افروزِ علی نور افزا — رو کشِ مہرِ درخشان ہو چراغِ سحری
یہ وہ گلگونہ ہی تابندہ ہے جس سی رخِ حور — یہ وہ غازہ ہی جو ہی زیبِ دہِ حُسنِ پری ؏
آپ کا نورِ تولاّ ہے تجلّی دہِ شمس ؏ — آپ کا داغِ محبت ہی فروغِ قمری ؏

پائی گوہر نے اگر آب تو یاقوت نے تاب — آبرو کسکی نہین آپ کی روشن گہری
تھا وہ سب پیش نظر عالم بالا مین جو تھا — ساکن عرش بھی ہین شاہد والا نظری
آستان در اقدس کا زہے عز و شرف — سجدہ گاہ ملکی جاے نماز بشری
آستان در دولت کی جبین سائی نے — شاہ خاور کو دیا ہے شرف تاجوری
غازۂ چہرۂ افلاک سواری کا غبار — خاک پا دیدۂ انجم کو ہے کحل بصری
(قطعہ) گرد یہ روضۂ عالی کے پھرا کرتا ہے — نہین بیفائدہ سیر فلک نیلوفری
کعبہ سان کرتے ہین زوار نجف کا وہ طواف — ہمچل گردش شمسی ہے نہ دور قمری
آپ وہ مرجع انوار کرامت ہین شہا — رجعت شمس کے اعجاز کو دی جلوہ گری
(قطعہ) حق نے جس طرح نبوت کی گواہی کے لیئے — سنگریزون کو عطا کی تھی زبان بشری
کیا عجب ہے جو یوہین بولکے اقرار کرین — آپ کی بت شکنی کا یہ بتان حجری
آپ ہین روز جزا قاسم طوبا و سقر — جنتی آپ کے احباب ہین اعدا سقری
دل مین آئے جو سیہ کار کے حضرت کی ولا — زنگ عصیان سے کرے آئنۂ دل کو بری
آپکی حب کا جو یا ساقی کوثر ہو جوش — مئ تسنیم ہو میخوار کے دامن کی تری
آپ کا ابر کرم ہو مترشح نہ اگر — سبزہ زارون کی کبھی کشت امل ہو نہ ہری
فیض والا ہے درختون کی نمایش کا سبب — نام نامی ہے مددگار نموے شجری
پھل جو حضرت کی محبت کا نہ لائین اشجار — کوئی اسکا نہ نتیجہ ہو بجز بے ثمری
بار احسان سے اگر آپ کے شاخین نہ جھکین — باغ عالم مین نہ حاصل ہو انھین باروری
(قطعہ) آپ آفاق مین ہین فاتح باب خیبر — اسکو کہتے ہین ید اللہی و زور بشری
زلزلہ قلعہ کو تھا جب در خیبر اکھڑا — دور کیا تھا جو گرے کانپ کے حصن حجری
(صفت ذوالفقار) آپکی تیغ سے جب دو پر جبریل کٹین — کیون نہ بیکار رہو کفار کی سینہ سپری
تیغ والا جو ہوئی حارث و مرحب سے دوچار — اسکی ترکی تھی تمام اسکی ہنکیتی سپری

جملہ شمشیر و نیز اس تیغ کو کیونکر ہو نہ فوق — جسکے قبضہ مین رہی دستِ خدا ہی وہ جری

صفت نیزہ

نیزہ وہ نیزہ دلِ سنگ سے ہوتا تھا جو پار — کام کیا آتی مخالف کے پھر آہن جگری

بے نشان ہو گئے ہر طعن مین کتنے سرکش — تیغ سے بڑھ کے سنان کر گئی کچھہ ناموری

صفت اسپ

آپ کے اسپِ سُبک خیز کی توصیف ہو کیا — بوئے گُل جانے مین آنے مین نسیمِ سحری

گرم رو ایسا جو مشرق سے چلے وقتِ طلوع — پہلے خورشید سے مغرب مین کرے جلوہ گری

خوشخرامی کے ہین اس اسپ کی جتنے کوچے — ٹھوکرین کھائے اگر انمین چلے کبکِ دری

یہ جہان پہونچے فرشتہ نہ وہان پر مارے — اسکے پرواز کو پائے نہ کبھی اوڑکے پری

قطعہ

چال کا اسکی تصوّر جو کرے چل نکلے — تھک کے منزل مین اگر بیٹھہ گیا ہو سفری

راہ گم کر کے جو واماندہ ہوا ہو رہرو — اسکے راکب کا خیال آ کے کرے راہبری

صفت عدل و داد

کیون نہ ترسان رہی ہر ایک کہ ہے عالمگیر — شہرہ دادرسی غلغلۂ دادگری

شعلۂ شمع کے تھرانے کا یہ باعث ہے — کچھہ پتنگون کو جلایا ہے دمِ جلوہ گری

لرزہ اندام مین خورشید کے ہے اس ڈرسے — لیگئی اسکی ضیا نورِ چراغِ سحری

چہرۂ صبح کا اس خوف سے ہے رنگ سفید — کہ شبِ تیرہ کی آفاق مین کی پردہ دری

عرض کرتا ہی یہ اب خادمِ مولیٰ مین جلال — اے شہِ مملکتِ داوری و دادگری

جمع خاطر ہو مری داد کو اپنی پہونچون — سر اٹھانے کی سزا پائے یہ آشفتہ سری

قطعہ

کیجیئے دادرسی دیجیئے ایسی تعزیر — تا نہ آزار رسان ہو فلکِ نیلوفری

کہکشان یون اُسے زنجیر مین اپنی جکڑے — حرکت کر نہ سکے پھر پئے بیدادگری

جلد اس شاہِ مقصود کو پاؤن شاہا — جستجو مین مجھے جسکی ہے پریشان نظری

خاک ہو جاؤن تو پہونچون نجفِ اشرف مین
خود ہوائے نجف آئے جہت راہبری

قصیدۂ ایضاً در مدح شاہ لافتی علیہ التحیۃ و الثنا

کبھی نہون مین غمِ تشنگی سے دلگیر
بھرا ہے دل مین سرورِ شرابِ خُمِ غدیر

تصوّر ایسی مئے غم ربا کا آئے اگر
دکھائے گردشِ پیمانہ گردشِ تقدیر

مین بادہ نوش ہون اُس میکدے کا ای زاہد
کہ شیخ و پیرِ مغان دونون کرتے ہین توقیر

وہ مست ہون متمنّی ہے جسکی ٹھوکر کا
ہمیشہ گنبدِ مینائیِ سپہر اثیر

خُم ایک جسکا ہے تسنیم دوسرا کوثر
ملا ہے مجکو وہ میخانہ بہشت نظیر

دکھائے آٹھہ بہشتون کی سیر اک ساغر
مری شراب کے نشہ مین ہے وہ کچھہ تاثیر

خوشا شراب جو دلشاد رکھّے غمگین کو
خوشا شراب جسے پی کے نوجوان ہو پیر

وہ بادہ جس سے ہو تر دامنونکا دامن پاک
وہ بادہ دھوئے جو عصیان کا داغِ دامنگیر

وہ بادہ جس سے گنہگار غرقِ رحمت ہو
وہ مے جو دے عرقِ انفعال کو تاثیر

وہ بادہ آتشِ دوزخ کو جو حرام کرے
وہ بادہ جو مسِ ایمان کے واسطے اکسیر

وہ بادہ مشغلہ اُسکا رہے مدام جسے
ریاض خلد ہو اُس بادہ خوار کی جاگیر

وہ بادہ شرب مین اُسکے اگر کرے تقدیم
مئے طہور کا پھر مستحق ہو بے تاخیر

وہ بادہ شغل مین جسکے قصور جرم عظیم
وہ مے جسے نہ پیا تو کیا گناہ کبیر

وہ مے فلک سے کرے گرم جوشیان جو کبھی
تو چھوڑے اپنی شرارت کو آسمان شریر

وہ مے جھلک قدحِ آفتاب مین جسکی
وہ مے کہ جس سے چھلکتا ہے جامِ ماہِ منیر

وہ مے ہوای چمن جسکی کیف سے سرشار
وہ مے کہ رنگ مین ڈوبا ہے جسکے ابر مطیر

وہ مے کہ جس سے غرض حُبِّ ساقیِ کوثر
وہ مے کہ جس سے مراد الفتِ جنابِ امیر

دیا خدا نے علیؑ کو وہ رتبۂ اعلیٰ
کہ در پہ اُسکے جبین سا ہے عرش کی زنجیر

ملا ہے خاک درِ بوتراب کو یہ شرف
کہ جسکے ذرے کرین آفتاب کی تسخیر

یہ سب نجومِ فلک ہین اُسی کے کچھہ ذرے
بلند اُٹھہ کے ہوا تھا غبارِ دامنگیر

علیؑ کا پایہ سلیمان سے بھی ہے برتر
بساط اُنکی ہوا پر تھی یہ سپہر سریر

مسیح سے بھی ہے درجہ کچھ انکا بالاتر
وہ چوتھے چرخ پر انکی ہے عرش پر تصویر

قطعہ

کلیم کو بھی نہ یہ رتبہ بلند ملا
زیادہ موسیِ عمران سے پائی ہے توقیر

خدا سے کرتے تھے باتین وہ طورِ سینا پر
انھون نے جاکے سرِ عرش حق سے کی تقریر

یہ ہین وہ راہنما جادۂ صواب کی راہ
انھین سے پوچھتے تھے بنکے خضر بھی رہگیر

وہ بحرِ فیض ہین الیاس کو بھی صورتِ موج
تری کے راستے جاکر بتائے بے تاخیر

انھین کے فیض نے بیدار دل کیا تھا انھین
یہی بتاتے تھے یوسف کو خواب کی تعبیر

قطعہ

نہ دورِ چرخ ہے برعکسِ مرضیِ والا
نہ مہر و ماہ کی گردش خلافِ رائے منیر

وہی مشیتِ باری ارادہ جو انکا
مطیعِ حکم قضا تابعِ رضا تقدیر

شرف علی نے جو پائے ہین اور ہین وہ کہان
کسے نصیب ہوے رتبۂ جنابِ امیر

رسول سا ہے برادر بتول سی زوجہ
پسر دیے جو خدا نے تو شبر و شبیر

عروجِ صاحبِ معراج کی تو حد ہی تھی
علی کا پایہ بھی لیکن ہوا یہ اوج پذیر

نبی کے دوش پر اللہ چڑھکے بت توڑے
کہان ہوئی انھین معراج حبذا تقدیر

خلیفہ اپنا علی کو نبی نے آج کیا
پکارتا ہے یہ الیوم روزِ عیدِ غدیر

کھلی یہ ہمکو خبر لانبی بعدی سے
وصی رسول کے بفصل ہین علیِ کبیر

اگر خدا نہ نبوت کو ختم کر دیتا
تو ہوتے بعد نبی کے نبی جنابِ امیر

کریم ایسے کہ ہرچند ہو نہ قابلِ عفو
معاف کر دین یہ تقصیر وار کی تقصیر

زہی کرم کہ عطا اُس لعین کو شربت ہو
لگائے زہر مین تیغ اپنی جو بجھاکے شریر

خوشا سخاوت والائے قاسمِ ارزاق
کہ ایک روٹی کے سائل کو دی قطارِ بعیر

دمِ نماز بھی انگشتری ہوئی ہے عطا
دراز انکی طرف ہو گیا جو دستِ فقیر

کھلا دی وہ بھی کسی بھوکے کو ہے ایثار
میسر آئی جو کھانے کے وقت نانِ شعیر

علی کی مدح مین لکھتا ہون اب مین وہ مطلع
کہ جس سے مہر کرے استعارۂ تنویر

مطلع
جُدا ہے نامِ مبارک کی ہر جگہہ تاثیر — نموئے طفل و نشاطِ جوان و طاقتِ پیر
سپر ہے تیغِ حوادث کی نامِ حیدر کا — پناہِ خرد و کلان جوشنِ صغیر و کبیر
علی کو جانتے ہین اپنا پیشوا قدسی — علی کی عالمِ بالا مین بھی ہے کیا توقیر
علی کا جلوۂ تابان ہے شمعِ بزمِ قمر — علی کا نور ستارون مین ہے سراجِ منیر
علی ہے مطلعِ صبحِ فروغ بخشِ ازل — علی ہے مرجعِ مہرِ سپہرِ عالمگیر
علی ہے علمِ لدنی کا عالم و دانا — علی ہے ماہرِ سرِ نہانِ ربِ قدیر
علی ہے کاشفِ مضمونِ خطِ پیشانی — علی ہے واقفِ رمزِ نوشتۂ تقدیر
علی وہ ہے کہ بحکمِ خدا دیا جو حکم — قلم نے لوحِ مبین پر وہی کیا تحریر
عیان تمام علی پر ہین غیب کے اسرار — علی سے چھپ نہین سکتے ہین پردہ پوش ضمیر
علی سے کہتی تھی سب اپنے واقعات زمین — علی ہے حجلۂ معماے آسمان کا خبیر
علی ہے مثلِ نبیؐ دوجہان کا مختار — علی دوکون مین سلطانِ انبیا کا وزیر
علی ہے قاسمِ جنت علی ہے قاسمِ نار — ولا علی کی ہے فردوس دشمنی ہے سعیر
خدا ہی جیسے کہ ایک اُسکا مثل ناممکن — علی کا بھی نہین دونون جہان مین کوئی نظیر
صفت مین عدلِ گرامی کے اب وہ شعر پڑھون — ستم سے توبہ کرین سُنکے ظالمانِ شریر

مطلع
یہ خوفِ عدل ہوا ظالمون کا دامنگیر — کہ چھپتے پھرتے ہین زخمونکے دامنو مین تیر
جُھکی جو گردنِ شمشیر پھر کبھی نہ اُٹھی — ستمگرون کو ملی سرکشی کی کیا تعزیر
عجب نہین جو نہان گوشہ ہاے چشم مین ہو — کمانِ ابروِ خون ریز ہر بُتِ بے پیر
علی کی دادرسی کا ہو انجمن مین جو ذکر — یقین ہے صفتِ شمع کانپ اُٹھے گلگیر
اگر بیان سیاست کا بزم مین آجاے — ضرور شمع کے بھی چور کو ملے تعزیر

ق
وہ اتفاق سے نور وزر کا تھا روزِ سعید — کہ تخت پر ہوے تھے جلوہ گر جناب امیر
کیا جو عدل برابر ہوے وہین شب و روز — زہے عدالتِ والاے شاہِ عرش سریر

کبھی مزاجِ عناصر مین اعتدال نہو
اگر دکھائے نہ حضرت کا عدل کچھہ تاثیر

زمین کو چرخ سے رکھا نہ پست واہ رے عدل
غبار اُٹھہ کے بنا دوسرا سپہر اثیر

(ق) بلند عدل کا ہے آپکے جو آوازہ
ستاتے ڈرتے ہین عاشق کو شاہدانِ شریر

اگر کسی کو بناتے ہین اپنا دیوانہ
تو آپ بھی یہ پہنتے ہین طوق یا زنجیر

ضرور ہوتے ہین پابند اُسکے یہ خود بھی
کسی کے دل کو جو کرتے ہین گیسوؤن مین اسیر

اگر چُراتی ہے دل کو نگاہِ دزدیدہ
تو ہوتی پھرتی ہے خود اس گناہ پر تشہیر

اب ایک اور چمکتا ہوا کوئی مطلع
علی کی تیغ کے اوصاف مین کرون تحریر

(مطلع) اگر علم ہو کہین تیغ شاہِ خیبر گیر
تو کاٹے رنگِ عدو سبزہ اُسکا بے تاخیر

کھنچے یہ تیغِ دو پیکر جو کارزار کے وقت
عدو کے سامنے کھنچ جائے موت کی تصویر

(قطعہ) امید کو دل اعدا مین قطع کرتی ہے
اگر نیام مین رہتی ہے تیغِ برق نظیر

نیام سے یہ نکل کر امان نہین دیتی
جو بھاگتے ہین تصوّر مین کافرِ بے پیر

(قطعہ) پسر کو باپ سے بھائی کو بھائی سے دمِ جنگ
جُدا کرے بُرشِ ذوالفقار کی تاثیر

بہم لعینو مین پیدا ہو شکل برعکسی
اگر ہو پیشِ نظر اسکے عکس کی تصویر

(ق) بُرش کا اپنی جو لے امتحان وقتِ مصاف
تو کاٹ دے پرِ جبریل صورتِ پر تیر

پھر آزمائے فلک پر اگر یہ کاٹ اپنا
وہ خرق ہو کہ نہ ہرگز ہو التیام پذیر

چل اے زبان کہ دُلدُل کی مدح کرتا ہون
ہے وقتِ تیزیِ گفتار و شوخیِ تقریر

دکھائے توسنِ والا جو شوخیِ رفتار
تو گردش اپنی کرے ترک روزگارِ شریر

وہ بازگشت کا عالم اگر نگاہ پڑے
تو چھوڑ دے روشِ انقلاب چرخِ اثیر

چمک جو ایک سی ہے ذوالفقار و دلدل کی
بنے ہین جس سے یہ دونون وہ ایک تھی تنویر

جو گرم رو ہو تو بنجائے برق توسنِ شاہ
جو آئے اسکو پسینا بنے سحابِ مطیر

جو پیرِ چرخ کو دے امتحانِ جلد روی
دکھادے کھینچکے اُسکے شباب کی تصویر

اراده سیرِ فلک کا کرے تو یون پھونچے
دعا کو جیسے رسائی دعا کی دے تاثیر
ازل مین جسکو خیال آئے اسکی سرعت کا
قدم سے عالمِ امکان مین پھونچے بے تاخیر
قبول کیجیئے مولےٰ اب التماس جلال
کہ ہون مین آپ کا مدّاح یا جنابِ امیر
بہک گیا ہون کہین مدح مین جو حضرت کی
معاف ہو کہ ہون مستِ شرابِ خمِ غدیر
جو ہین مرے عملِ بد وہ نیک ہو جائین
سعادتون سے مبدّل ہو شومیِ تقدیر
مجھے بھی دیجیئے شاہا بشارتِ بخشش
کہ آپ خلق مین ہین نائبِ بشیر و نذیر
ضرور کیجیئے گا آکے قبر مین امداد
سوال کرنے کو جب آئین منکر اور نکیر

مرون تو خاک ہو میری غبارِ دشتِ نجف
ملے پناہ اگر حشر مین ہون دامنگیر

قصیدہ در منقبت شاہ زمین و زمن حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترانہ سنج ہوا ہے بلبلِ ریاضِ سخن
سنا دے نغمہ تازہ کوئی بصوتِ حسن
وہ نغمہ روح کو حاصل ہو جس سے افزائش
سرورِ قلب کو ہو جانِ تازہ پائے بدن
وہ نغمہ جس سے شگفتہ ہو بوستانِ بیان
زبان ہو صورتِ گلبرگ شکلِ غنچہ دہن
وہ نغمہ جسکی سماعت کا ذوق بلبل کو
بنا دے گل کی طرح گوش آرزو ہمہ تن
وہ نغمہ پھونچے اگر تا بعالمِ بالا
نشاطِ تازہ مہیا کرے سپہر کہن
جو بہرہ مند سماعت سے اسکی ہو ناہید
جگا دے طالعِ عشرت کو ہو کے دستک زن
اگر سنے کوئی غمگین وہ غم زدا نغمہ
خوشا اثر کہ مٹین دل سے نقشِ رنج و محن
بدل دے بزمِ عروسی سے بزمِ ماتم کو
دکھائے خانہ شادی کا جلوہ بیتِ حزن
سنین نوائے طرب خیز وہ اگر عشاق
بھلا دے خندہ سرشار نالہ و شیون
جو گوش زد وہ حسینانِ جامہ زیب کے ہو
صدائے ساز دے ایک ایک تارِ پیراہن
ہو اس ترانہ رنگین کا گوشِ دل مشتاق
کہ سنکے وجد کرین جسکو طائرِ گلشن

ہر ایک گل چمنستان مین کھلکھلا کے ہنسے
ہر ایک مرغ ہو مانندِ کبک قہقہہ زن

ہلائے سر پئے تحسین و آفرین ہر شاخ
یہ لطف اُٹھائے کہ جھومے ہر اک نہالِ چمن

صدائے صلِ علیٰ دین چٹک کے غنچۂ گل
درود پڑھ کے ہو طوطیِ سبزہ گرمِ سخن

کہ السلام علیک اے گلِ ریاضِ بتول
نہالِ باغِ علی سروِ سبز پیراہن

نبی کی راحتِ جان سیدِ شبابِ جنان
امامِ کون و مکان سرورِ زمین و زمن

جمیلِ سبز قبا چار مینِ آلِ عبا
قتیلِ زہرِ جفا حضرتِ امام حسن

حروفِ اسمِ گرامی کے مین پڑھون اوصاف
سنین جو گوشِ توجہ سے جملہ اہلِ سخن

اشارہ اسمِ مبارک کے حرفِ حا کا یہ ہے
کہ آپ فضلِ الٰہی سے حلم ہین ہمہ تن

گواہ سین ازل سے ہے اس سعادت کا
کہ سبطِ سیدِ لولاک ہین امامِ زمن

پکارتا ہے یہی نون نامِ نامی کا
کہ ہین نشان نبی سر سے تا بسینہ حسن

مطلع
حسن کے حسنِ سراپا کی اب لکھون وہ صفت
ثنا ہین جسکی سراپا زبان ہون اہلِ سخن

جبین تھی جلوہ نمائے تجلیِ ایمن
فروغِ طور دکھاتے تھے عارضِ روشن

خوشا محاسنِ نورانی و رخِ تابان
یہ حسن وے نہ کبھی گردِ آفتابِ کرن

نشانِ سجدہ کو بخشتا تھا کیا جبین نے فروغ
جو سنگِ اسود پر کعبہ کے تھا چشمک زن

نہ تھے دو ابروِ پیوستہ زیرِ پیشانی
علی کی تیغ دو پیکر تھی وہ پئے دشمن

ہر ایک موئے مژہ تھا برائے قلبِ عدو
سنانِ نیزۂ خونخوارِ شاہِ قلعہ شکن

بلا ہین جسکی صبا لے وہ نکہتِ گیسو
نثار زلف کی خوشبو کے سنبلِ گلشن

دیا تھا حسن خدا نے یہ چشمِ حق بین کو
کہ جسکو دیکھنے آتے تھے آہوانِ ختن

وہ آنکھ اور وہ پتلی خدا کی قدرت تھی
کھلے تھے صنعِ بہار آفرین کے چار چمن

وہ لعلِ لب کہ اگر اُنکا عکس پڑ جائے
فزون ہو شوخیِ یاقوت و رنگِ لعلِ یمن

وہ دانت جنکی چمک سے ہو برقِ تابِ الماس
وہ دانت جن سے بڑھے آبروئے درِ عدن

جو خط سبز تھا ریحان گلشن جنت
تو لب تھے غیرت گلبرگ رشک غنچہ دہن

بہی گلشن فردوس تھا اگر غبغب
تو سیب تازہ باغ جنان تھا سیب ذقن

وہ دونون ہاتھہ تھے تصویر دست قدرت کی
شبیہ لوح و قلم تھے وہ سینہ و گردن

بنائے دین نبی کی ستون تھی ہر ساق
قدم تھے قائمہ عرش خالق ذوالمنن

قد بلند وہ جسکا غلام ہے طوبےٰ
اوسی کا بندہ آزاد ہے یہ سرو چمن

صفت تیغ

بیان ہے صفت تیغ شاہ کا دشوار
زبان کرتی ہے ہاہو کے تیز قطع سخن

وہ برق تیغ چمک کر جو ہو شرر افگن
تو دم مین ہستی اعدا کا پھونکدے خرمن

کڑی ہی منہ کی کچھ ایسی کہ رزم مین اس سے
لڑا سکین نہ کبھی آنکھہ حلقہ جوشن

چلے تو اسکی برش کی صفت کرین لب زخم
کھنچے تو اسکا ثنا خوان ہو آپ بول کے رن

قطعہ

ملے نگاہ اگر دیدہاے جوہر سے
تو خون ہو کے بہے آنکھہ سے دل دشمن

جو آب و تاب سے اسکی مقابلہ پڑجاے
تو پانی پانی ہو تیغ حریف کا آہن

قطعہ

محال ہے کہ تصور مین بھی وہ ہو جانبر
کسی عدو کی جو اس تیغ سے لڑے چتون

کہے جو اپنی قضا سے کہ تو بچا مجھکو
تو خود بچے نہ نگہبان ہی رہے ایمن

صفت اسپ

ہو اسکے توسن چالاک کی صفت کس سے
بنا ہے جسکا سوار براق بھی توسن

وہ اسپ یاد جو آجاے جست و خیز اسکی
یقین ہے جو کڑیان اپنی بھولجائین ہرن

صبا نہ شرق سے یون جلد غرب مین پہونچے
اگر نہ ہاتھہ مین ہو اسکے زین کا دامن

قطعہ

جو برق طور مین تھی وہ تڑپ دکھاتی ہے
قدم قدم دم رفتار شوخی توسن

براق صاحب معراج کو ملا تھا جو اوج
نشان دیتی ہے اسکا بلندی گردن

سناؤن اب گل زہرا کی مدح مین وہ شعر
کہ جنکی بو سے معطر رہے مشام چمن

مطلع

پکارتی ہے شمیم عمیم خلق حسن
بسے ہوے ہین مجھی سے بہشت کے گلشن

وہ نوجوان کہ جوانان خلد کے سردار
وہ خوش بیان کہ جھڑین پھول منہ سے وقت سخن

شفیعِ روزِ جزا نورِ دیدۂ زہرا ۔۔۔ علی کے لختِ جگر مصطفےٰ کے جزوِ بدن
سوارِ دوشِ فلک اوج صاحبِ معراج ۔۔۔ بہارِ گلشنِ ایجادِ خالقِ ذوالمنن
حسنؑ ہین منبعِ الطاف و بخشش و احسان ۔۔۔ حسنؑ ہین مجمعِ فیض و سخا و جود و منن
حسنؑ ہین دافعِ اندوہ و کرب و حزن و ملال ۔۔۔ حسنؑ ہین کاشفِ ضر و بلا و رنج و محنؑ
حسنؑ ہین قالعِ بابِ بنائے جور و فساد ۔۔۔ حسنؑ ہین قامعِ بنیادِ حادثات و فتن
حسنؑ ہین دلبر و دلبندِ فاتحِ خیبرؑ ۔۔۔ حسنؑ ہین نائب و فرزندِ شاہِ قلعہ شکنؑ
امیر ہو گئے سائل غنی ہوے محتاج ۔۔۔ (صفت سخاوت) خوشا سخاوت و جودِ شہِ زمین و زمنؑ
شجاعت ایسی دکھائی بروزِ جنگِ جملؑ ۔۔۔ (صفت شجاعت) کہ نیزہ بازِ فلک پر ہوی جو چشمک زن
درختِ خشک کو اعجاز سے کیا سر سبزؑ ۔۔۔ (بیان معجزات) نہال تھا رطبِ تازہ پا کے نخلِ کہن
کیا جو ایک جماعت نے امتحان اک روز ۔۔۔ (قطعہ) تو بس وہین ہوے معجز نما امام حسنؑ
دکھا کے بعد شہادت علی کا نور جمالؑ ۔۔۔ نگاہِ دیدۂ حضّار کو کیا روشن
زبانِ خامۂ معجز بیان سناتی ہے ۔۔۔ کچھ اور معجزہ حضرتِ امام حسن
دکھایا طرفہ تر اعجاز ایک شامی کو ۔۔۔ کہ زن کو مرد کیا مرد کو بنایا زن
یہ معجزہ بھی سفید و سیاہ پر ہے عیان ۔۔۔ کیا سفید غلامِ سیاہ کو ہمہ تن
گواہی انکی امامت کی دے گئے آکرؑ ۔۔۔ اثر سے معجزے کے خضرِ سبز پیراہنؑ
عیان براے شہادت ہوے رسولِ خدا ۔۔۔ حسن امامِ زمن ہے حسن امامِ زمن
جلال عرض کر اب تو یہ اپنے مولیٰ سے ۔۔۔ کہ یا امامِ دو عالم شہِ زمین و زمن
جہان ہے مرقدِ پر نور آپ کا شاہا ۔۔۔ اُسی کی پائینتی مدّاح کا بھی ہو مدفنؑ
جگہہ بہشت مین پائے ملے جو قبر وہان ۔۔۔ بنے وہ حلۂ جنت نصیب ہو جو کفن

خوشا نصیب جو زائرِ بقیع کا یہ رہے
زہے مقدر اگر ہو وہ ارضِ پاک وطنؑ

قصیدہ در مدح امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام

کون اے دل ہین وہ دو قبلۂ اسلام پناہ
جنکے ماتم مین ہے کعبہ کی بھی پوشاک سیاہ

جامۂ سبز ہے جسم فلکِ اخضر مین
بحر کے بر مین بھی ہے پیرہن آبی واللہ

تیرہ و تار ہے آنکھو مین ستارونکی جہان
آسمان خاک بسر ہے تو مکدر شبِ ماہ

نظر آتی ہے سحر چاک گریبان ہر روز
شام ہوتی ہے عیان کھولے ہوے زلفِ سیاہ

بستر گریہ کنان ابر کو پاتا ہون مین
خون روتی ہے ہمیشہ شفقِ شام و پگاہ

رعد کرتا ہے گرج کر متواتر نالے
متصل کھینچتی ہے برق کڑک کر اکِ آہ

نوحہ خوان ہوتے ہین گلشن مین چٹک کر غنچے
بلبلین کرتی ہین سُن سُن کے فغانِ جانکاہ

سُرخیِ لالہ ہے شاہد کہ دلِ باغ ہے خون
زلفِ سنبل ہے پریشانیِ گلشن کی گواہ

خاک اوڑاتی ہے صبا جیب دریدہ گل ہین
جو شگوفہ ہے اوتارے ہوے ہی اپنی کلاہ

ہر شجر باغ مین ہے صورتِ نخلِ ماتم
سرو و شمشاد ہین شکلِ علمِ نالہ و آہ

مالکِ ہر دو جہان کون ہین وہ عرش سریر
تاج بخشی کے ہین جنکی مہ و خورشید گواہ

جو بنا دیتے ہین اکِ دم مین گدا کو سلطان
ہفت کشور مین وہ ہین کونسے دو شاہنشاہ

کون ہین جنکے یہ فرخندہ لقب دہر مین ہین
یاورِ بخت رسا داورِ اقبال پناہ

جبہہ سائی کا ہے کنکے درِ دولت کی یہ فیض
آنکھ جھپکا دین مہ و مہر کی بھی دراغ جباہ

مخملِ سبزِ فلک اپنا لیئے پا انداز
منتظر مقدمِ والا کی ہے کنکے سر راہ

اطلسِ سُرخ شفق رکھتی ہے کن سے یہ امید
حکم اگر پاؤن تو ہون آگے مین فرشِ درگاہ

رہتی ہے چشمِ فلک کنکے حشم کی مشتاق
کہکشان دیکھتی ہے کنکی سواری کی راہ

کون سی وہ در دولت ہین غیر یونکو جہان
گردشِ دہر کی بیداد سے ملتی ہے پناہ

کون وہ کُشتۂ بیداد ہین جنکا ماتم
خلق مین ہے سببِ بخششِ ہر جرم و گناہ

دو وہ مقتولِ جفا کون ہین جنپر رونا
خلد مومن کے لیئے کرتا ہے واجب واللہ

دل سے مین پوچھ رہا تھا کہ پکارا اسطرح — ہوکے سرگرم فغان کھینچکے وہ سرد اک آہ
مجھسے سن ایک کا ہے سیدِ مسموم خطاب — شہِ مظلوم ہے اک کشتۂ ناکردہ گناہ
قمرینِ فلکِ مجد و علی ہین دونون — ایک کرسی کی نمود اک شرفِ عرش اللہ
دو جہاندار و دو سرور دو ہمام و دو امام — دو مہِ چرخ تاب و دو شہِ عرش پناہ
راکبِ دوشِ نبی سبطِ رسولِ عربی — قرۃ العین علیؑ فاطمہؑ کے نورِ نگاہ
سرورِ ہر دو جہان سیدِ شباب جنان — فخرِ کونین حسینؑ و حسنؑ عالیجاہ

مطلع

اب مین لکھتا ہون وہ سرتاجِ مطالع — ناز جسپر کرے کج کرکے قلم اپنی کلاہ

مطلع

یہ وہ دیجاہ ہین برپا جو کرین خیمۂ جاہ — سر اوٹھانے کا نہ یارا ہو فلک کو باللہ
اوس فلک تک ہے رسا اخترِ طالع انکا — وہمِ خورشید جہان پہونچے نہ اندیشۂ ماہ
اوس حدِ اوج کو پہونچے ہین یہان کوہِ شکوہ — آسمان آکے جہان لیتے ہین دامانِ پناہ
بختِ جمشید ہو یا تختِ سلیمانی ہو — ایک دونون کا ہوا خواہ ہے اک دولتخواہ
آیۂ دامنِ دولت ہے کرم گسترا برۂ — سایۂ رایتِ اقبال ہے خورشید پناہ
افسرِ تارکِ مہ تکیۂ پشتِ ماہی — علمِ دولت والا قدم نیزۂ جاہ

قطعہ

عدل کا انکے ہے یہ رعب نہین ہو سکتا — کہ گدا اسکے نہ برابر سے ملے شاہنشاہ
لاکھ ایام کو گردش ہو مگر ہے یہ محال — دن بڑھے ہجر کا یا وصل کی شب ہو کوتاہ
نالۂ زار سے عاشق کے جفائے معشوق — ہاتھ باندھے ہوے ہے ملتجیِ عفوِ گناہ
قصدِ فریادِ ستم دیدہ جو کرتا ہے کوئی — مانگتا ہے ستمِ چرخِ جفاکار پناہ
ڈرتے ہے گلگیر کو خاموش نہو جائے شمع — خوفِ گلچین کو ہے بلبل نہ کہین کھینچے آہ
چشمِ فتان کو بھی کچھ یاد نہین فتنہ گری — شوخیان بھول گئی شوخ نگاہو نکی نگاہ
برق گر کر خس و خاشاک جلائے کیا تاب — دخل کیا کاہ ربا ہو جو ربایندۂ کاہ
واہ رے شانِ کریمی اسے کہتے ہین کرم — کررہے ہین نگہہ عفو پہ اک ناز گناہ

حیرت افزائی ہوا انکے ہین حکم نافذ — فیض جاری سے تحیر مین روانئ سیاہ

لطف انکا نہ اگر ابر و ہوا کے ہو شریک — نہ کھلین باغ نہ صحرا مین ہو سرسبز گیاہ

غازۂ مہر بنے انکی سواری کا غبار — سرمۂ چشم فلک ہو جو اُٹھے گرد سپاہ

انکی مرکب کے جلو مین ہے فلک مثل سئیس — کہکشان ساتھ ہے باندھے ہوئی پشتارۂ کاہ

قطعہ

یہ بنا کفر کی ڈھانے کا ارادہ جو کرین — بت قدم دوڑ کے لین ایسے ہین اسلام پناہ

پاؤن تبخانے مین رکھین جو پئے بت شکنی — پہلے ناقوس برہمن ہی کہے بسم اللہ

قطعہ

کہین آفاق مین پاتے نہین ظلمت کا اثر — بزم افروز جہان جب سے ہوے ہین یہ ماہ

عہد مین انکے اگر ڈھونڈھے فلک لیکے چراغ — نہ شب تار کو پائے نہ ملے روز سیاہ

قطعہ

تیغ کو انکی نہ کیون عدل کہے عمر دراز — کسقدر کر دیے ہین دست حوادث کوتاہ

عدل کو انکے دعا کیون لب شمشیر نہ دین — ستم دہر سے کیا امن مین ہے خلق اللہ

فرش ہین دیدہ و دل راہ مین انکی جنکے — رشک ہے عرش کو اُن لوگو نپر اللہ اللہ

راہ مین انکی ہے جس شخص کی تربت واقع — یاد کرتا ہے اُسے کہکے فلک طاب ثراہ

راہ پر لاتا ہے ہا انکا اُسے خضر اقبال — غول ادبار اگر چرخ کو کرتا ہے تباہ

کرتے ہین راہبری نجم ہدایت انکے — کوکب بخت سعادت کی جو گم کرتے ہین راہ

ختم اب کرکے قصیدے کو یہ کر عرض جلال — دونون آقاؤن کی درگاہ مین با نالہ و آہ

چین لینے نہین دیتی ہے فلک کی گردش — داد دیجیے پہلے مجھے اسکی جفاؤن سے پناہ

دوسرے فکر مین روزی کے پریشان ہون بہت — جمع سامان معیشت ہون مرے خاطر خواہ

یاد فرمائیے پھر روضۂ اقدس پر بھی
تا زیارت سے بھی ہون جلد مشرف یا شاہ

قصیدہ

در مدح بندگان والا عالیجناب معلی القاب بالا رکاب فلک مآب ولی النعمی جناب نواب شیخ حسین میان بہادر والی ریاست منگرول ملک کاٹھیاوار دام ملکہم و اقبالہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عروج پر شعرا کا ہے نیرِ اقبال ہے انکے بخت کا اخترِ سپہرِ کمال
ہر ایک زعم مین اپنے ہے شہریارِ سخن ہر اک کو ملکِ معانی کی خسروی کا خیال
کسی کا ہے یہ سخن مین ہون شاہِ تکلو ہون اپنے عہد کا شوکت کسی کا ہے یہ مقال
کسی کا قول ہے خاقانیِ زمانہ ہون مین کوئی ہے نازکنان انوری ہون مین فی الحال
کسی کو غرہ کہ ہون عبدِ واسعِ جبلی کسی کو آج ہے دعوی کہ مین ہون فخرِ کمال
ہر ایک آپ کو سحبانِ وقت کہتا ہے یہ ادعا ہے کہ مجسا نہین فصیح مقال
کسی کو فخر ہے مین ہون قصیدہ گو بمثل کہ مل گیا مجھے ممدوح بعدیل و مثال
کسی کو سحر بیانی کا اپنی یون اظہار کہ مثنوی ہے مری رشکِ نظمِ سحرِ حلال
کسی کا ہے یہ بیان میری نظم کا ہے وہ رنگ زبانِ خامۂ فردوسی اسکو سنکے ہو لال
کسی کا قول مرا خمسہ ہے وہ لاثانی جواب جسکا نظامی سے بھی ہو ہے یہ محال

کوئی ہے مدعی ایک ایک بیت ہی مری فرد — ترانہ گو ہون مین یکتا کسی کو ہی یہ خیال
کوئی غنی ہے گہر ریزیِ ستائش سے — کوئی ہی دولتِ دادِ سخن سے مالامال
مہک سی گلبنِ فکرت کی باغ باغ کوئی — نہالِ طبع کی بارآوری سے کوئی نہال
عروج ہی شعرا کا کچھ آج کل ایسا — زمینِ شعر ہے شعرا سے آسمانِ کمال
سخنوروں کا دماغ ان دنون فلک پر ہے — کلاہ کج کیے رہتے ہین اپنی شکلِ ہلال
یہ لکھ کے اسکا بھی اشعار سے ہی مجھے واجب — کہ بے سبب نہین انکی ترقیِ اقبال
بجا ہین انکے یہ سب خود ستائی و پندار — بجا ہے انکی یہ لاف و گزاف و قیل و قال
جو کچھ یہ کرتے ہین دعوے وہ بے دلیل نہین — کسی طرح نہین بیجا انھین غرورِ کمال
کہ ایک داور انجم حشم کے ہین مداح — ثناگری مین ہین اک مہ خدم کی صرفِ مقال
وہ ذی حشم جو ہے فرمان دہ جہان سخا — وہ مہ خدم جو ہے گیتی ستانِ بذل و نوال
یگانہ گوہرِ دیہیم فر و شان و شکوہ — خجستہ داورِ اقلیمِ عز و جاہ و جلال
نشستگاہِ فلک احتشام ہین جسکی — کھڑے ہین دست ادب بستہ شوکت و اجلال
سپہر تابعِ فرمان مطیع دورِ زمان — ممدِ کارکنان بختیاری و اقبال
ہر ایک امر مین تائید ایزدی ہے معین — ہر ایک کام مین فضلِ خدا ہی شاملِ حال
غریب پرور و بندہ نواز ظل اللہ — ہمیشہ موردِ الطافِ ایزدِ متعال
وہ رتبہ دان سخن جسکی قدردانی سے — بلند نام ہین سب شاعرانِ ماضی و حال
بلند شان و معلے نشان حسین میان — خدیو جم حشم آقا و قدردانِ جلال
پڑھون وہ مدح مین مطلع اب اپنی آقا کی — کہ سنکے وجد کرے جسکو ہر سخنورِ حال

مطلع

کیا ہی عہدِ ہمایون نے سب کو فارغ بال — بس ایک زلفِ حسینان تو ہی پریشان حال
تمام خلق ہے گردش سے دہر کی محفوظ — سوائے چشمِ خوش شاہدان حور جمال
نشان تک نہین فتنے کا دہر مین باقی — پتا سا دیتی ہے اسکا کچھ ان حسینونکی چال

صفت عدل و انصاف

کچھ ایسی خلق مین ہی دھاک عدل والا کی | کہ دیتے ڈرتے ہین معشوق عاشقون کو ملال

کسی کے دل کو گھڑی بھر جو رکھتے ہین بیچین | تو دلبری ہی مین اُسکی گذرتے ہین مہ و سال

کسی سے آپ کو کم جانتا نہین کوئی | ہر ایک کو ہی مساوات کا ہر اک سی خیال

شبِ فراق کو لاکھ آسمان بڑھاتا ہے | برابری کیسے جاتا ہی اُس سی روزِ وصال

جما ہوا ہی کچھ انصاف گستری کا یہ رنگ | کہ جور کرکے ہین خائف حسین بھی فی الحال

کیا ہی دست حنا بستہ نے جگر کو جو خون | تو ہاتھ باندھ کے ہوتے ہین عذرخواہ کمال

برائے عفو گنہ پاؤن پڑتے ہین کیا کیا | ہوئے ہین شوخیِ رفتار سے جو دل پامال

صفت تمکین و استقلال

کبھی جو نصب تزلزل گہِ جہان ہین کرے | نشان اپنا کہین تیرا پائے استقلال

زمین سر کے مگر وہ نہ آئے گردش مین | ہٹا دے اُسکو نہین آسمان کی بھی مجال

صفت دبدبہ و شکوہ

ہوا لگے ترے کوہِ شکوہ کی جو انھین | یقین ہے کہ اوڑتے پھرین بشکلِ برگِ کاہ جبال

دبا لے دبدبہ تیرا اگر اوسے بڑھ کر | جگہ سے اپنے اوکسنا سپہر کو ہو محال

صفت راست روی و ثابت قدمی

زمانہ راست روی کا ترے جو ہو پیرو | نہ انقلاب کرے چھوڑ دے وہ اپنی چال

زمین پر جو ثباتِ قدم کا بیٹھے نقش | مجال کیا جو زرا سر اُٹھا سکے بھونچال

صفت عز و وقار

وہ ذی وقار ہے تو جلوہ گر وہان ہو اگر | جہان ہین انجمن آرا بزرگی و اقبال

تو سر و قد عظمت آپ اوٹھے پئے تعظیم | خود آئے دوڑ کے اقبال بہرِ استقبال

صفت تیغ افگنی و شجاعت

علم ہو تیغ وہ والا تو کانپ اُٹھے مریخ | زحل کے ہاتھ سے بھی گر پڑے زحل کی ڈھال

بدل شجاعتِ والا کا مان کر لوہا | کمر سے پھینک دے تلوار اپنی ترکِ ہلال

صفت نیزہ بازی

وہ نیزہ باز ہے تو اپنی نیزہ بازی کے | حریف کو جو دکھائے دمِ نبرد کمال

جتا دے پہلے فلک پر سماکِ رامح کو | کہ ہاتھ سے نہ نکل جائے نیزہ اپنا سنبھال

صفت تیر اندازی

سپہر بھی تری تیر افگنی کا شاہد ہے | کہ چھنکے سینہ بنا اُسکا صورتِ غربال

کمان سے تیرِ ہوائی ترا اگر چھوٹے | تو پہلے کر کے ہوائی وہ تیرِ چرخ کی کھال

صدا دے تیرِ شہابی کو دیکھہ ہو گا ہدف
سمجھہ کے گوشۂ قوسِ قزح سے سر کو نکال

صفت اسپ و اسپ تازی

وہ یکہ تاز ہی تو حسبت و خیز اگر اپنی
دکھاے آہوون کو تیرا اسپِ مشکین یال

کبھی نہ یاد رہے اونکو راہِ دشتِ ختن
تمام چوکڑیان اپنی بھول جائین غزال

قطعہ

یہ بادپا ہے سوار اوس ہوا کے گھوڑے پر
کہ تیز جسکی ہے تا کچھہ صرصر و صبا سے بھی چال

چلے جو غرب کو پہونچے نہ بادِ شرق اُسے
رہِ جنوب جو یے پا سکے نہ بادِ شمال

صفت بخشش و سخاوت

زہے سخاوتِ والا و ہمتِ عالی
نہ رد ہوا کسی سائل کا ابتک ایک سوال

عطا کین آبرو مین آبرو کے خواہان کو
جو مال و زر کے تھے سائل اُنھین دیے زر و مال

کسی کو خلعتِ زرین کسیکو بدرہ زر
کہین دوشالے عنایت ہوے کہین رومال

قبا مین بخشین بہت لاکھون جامہ وار دین
کسی کو فرد اوڑھادی کسیکو جفتِ شال

کسی کو بخش دیے دُرج گوہر و یاقوت
کوئی زمرد و الماس لیگیا کوئی لال

جو ایک موتی کا طالب تھا پائے گنجِ گہر
مثل ہے راجا کے گھر اور موتیون کا کال

صفات دیگر

بنے جو بدر فلک پر ترا ترقی خواہ
عجب نہین کہ نہو پھر کبھی وہ گھٹکے ہلال

ترا فروغ اگر چاہے حق تعالے سے
نہ آفتاب کو پھر روزِ حشر تک ہو زوال

بس اب قصیدہ کو اپنے بختم پہونچا کے
دعائین کر چمن آراے کُن فکان سے جلال

دعاے تازگیِ گل مین تاکہ ہے شب و روز
چمن مین سنبلِ ترکھولے اپنی زلف کے بال

خدا سے تاکہ مسیحِ نسیم خواہان ہے
مزاجِ نرگسِ بیمار جلد تر ہو بحال

زبان پر ہے یہ ہر برگ کی سخن جبتک
نہالِ گلشنِ عالم رہین مدام نہال (ای شاداب ۱۲)

ہمیشہ رکھہ مرے آقا کو تندرست و صحیح
رہے ابد تک الٰہی یہ خرّم و خوشحال

مدام ہو شجرِ عمر و جاہ بار آور
تمام عمر پھلے پھولے گلشنِ اقبال

بہارِ باغِ تعیش سدا بہار رہے
شگوفے لائے نئے گلبنِ طرب ہر سال

پریوشانِ سمنبر ہون زینتِ آغوش (تمام گلی است در بند ۱۲)
بغل کی زیب رہین گلرخانِ حور جمال

برنگ سبزه ہوا خواه اسکے ہون سرسبز
جو خار رکھتے ہین مانندِ خار ہون پامال

سرور دوستون کو ہو چمن چمن حاصل ؎
نصیب دشمنون کو تازه تازه رنج وملال ؎

ایضاً قصیده درمدح ملازمان سامی والاحضرت قدر قدرت خداوند نعمت جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم واقبالہم ؎

اے فلک کونسا ہے روے زمین پر وه ماه
جس سے پر نور ہین خلوتکدهٔ دولت و جاه

کون وه آنکھ کا تارا ہے تری جسکا نور
چشمِ خور کی ہے ضیا روشنیِ دیدهٔ ماه

کونسا ہے وه شہِ کشورِ حسن وخوبی
چشم و دل جسکے ہین جلوتکدهٔ وخلوتگاه

بختِ جم فرِّ فریدون حشمِ اسکندر
آپ کو کسکا بتلاتے ہین یہ سب دولتخواه

جاهِ کیخسروی وشوکتِ کیکاوسی ؎
کس جوان بخت کی آفاق مین ہین بندهٔ درگاه

اس شبستان مین ہین ہم انجمن ایسے کسکے
جنپر انجم کی بھی ہر مرتبہ پڑتی ہے نگاه

کون ہے جسکے قدم لے کے اوچھالین تا عرش
تاجدارانِ جہان ازرهٔ فخر اپنی کلاه

فلکِ نجم ہوا کسکی بدولت زردار
پاتے ہین کسکے خزانے سے کواکب تنخواه

مہتمم کون سے دربار کے ہین عز ووقار
منتظم کسکے دریچانے کے ہین شوکت وجاه

کسکا درسجده گہِ عرش نشینان ہی یہان
ایسا بالاے زمین کون ہے والا درگاه

صورتِ چتر یہ کس تاجِ شرف کے سر پر
دن کو گردش مین ہی خورشید مبین راتکو ماه

نصب ہین کسکی قبا مین درِ انجم سے گہر
کسکے القاب ہین سہ افسر وخورشید کلاه

زیب دیتی ہے کسے افسریِ فوجِ نجوم
کون سردار ہے آفاق مین سیاره سپاه

منتظر جلوہ گری کے ہین یہ کسکی اختر — کسکی آمد ہے کہ ہے کاہکشان چشم براہ

رونق اسلام کو دے رکھی ہی کسنے ایسی — کفر و دین دونون پکار اُٹھتے ہین اللہ اللہ

پوچھتا تھا مین فلک سے کہ یہ آواز آئی — ایسے نامی کے نشان سے نہین کیا تو آگاہ

مشرق برتری و مجد و علے کا ہے وہ مہر — مغربِ داوری و جود و سخا کا ہے وہ ماہ

جسکی کُرسی کا ہی کرسی سے بھی کچھ پایہ بلند — عرش سے رتبہ مین برتر کہین فرش درگاہ

نامیِ نامورانِ خسرو والا گہران — مامنِ ذی ہنران داورِ آفاق پناہ

یعنے آقاے گرم گستر و ممدوحِ جلال — قدردان فیضرسان شیخ حسین ذیجاہ

شاد و آباد رہین داعیِ جاہ و اقبال

اور سرگشتہ و برباد عدوئے بدخواہ

رباعی

در مدح جناب جہانگیر میان صاحب بہادر برادر عزیز القدر ولیعہدی جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام اقبالہما

کیا زیرِ فلک بلند تقدیر ہے تو — کیا صاحبِ عز و جاہ و توقیر ہے تو

اکبر سے بھی کچھ بڑھکے ہے شوکت تیری — اس عہد ہمایون کا جہانگیر ہے تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالب ہین سبھی جسکے وہ مطلوب ہے میرا
معشوق بھی عاشق ہین وہ محبوب ہے میرا

تو جسکا ہی طالب وہی مطلوب ہے میرا
تو جسکا ہی عاشق وہی محبوب ہے میرا

بے پردہ ترے دیکھنے کا حوصلہ کرکے
دل آپ مری آنکھ سے محجوب ہے میرا

طاعت مری یا عجز پسند آئے جو تجھکو
حقا کہ وہی فعل بہت خوب ہے میرا

بڑ مار اٹھا حشر ہین کچھ مین تو وہ بولے
بکنے دو یہ دیوانہ مجذوب ہے میرا

اک بندہ نوازی کی ادھر بھی نگہِ لطف
امید ہین کب سے دلِ معتوب ہے میرا

کہتا ہون گنہ کرکے ہین ناکردہ گنہ ہون
اے شان کریمی عجب اسلوب ہے میرا

رحمت تری بھولی ہوئی تھی دیکھ کے مجکو
یاد آ ہی گیا بندۂ مغضوب ہے میرا

کہہ سکتے ہین لکھے کو بھلا اپنے برا ہم
سنکر نہ کہے دوست یہ مکتوب ہے میرا

جو آنکھ ہی مشتاق تری مجکو ہے پیاری
جس دل مین ترا عشق ہے محبوب ہے میرا

طالب ہون فقط تیرا ہی اے آرزوِ وصل
اے شوق طلب بس تو ہی مطلوب ہے میرا

پوچھیگا نہ پردے سے نکلنے کی ہر اک وجہ
رو پوش اسی سے بتِ محجوب ہے میرا

ایک اک عملِ زشت کی گھڑیون ہے ندامت

یہ شغل جلال آٹھ پہر خوب ہے میرا

یہ کیون ہی جان بیچین آج کس پر اپنا جی آیا
پکارا بے بلائے اضطرابِ دل کہ جی آیا

زہی بیکس نوازی تیری اے تنہائیِ فرقت
نہ گھبرانا ہم آئے وہ پیامِ بیکسی آیا

دل بیتاب کو کیا کہہ کے سمجھائے کوئی کبتک
اگئے تھے وہ اسے دیکر تسلی مین ابھی آیا

کہو کیا حال ہی کیسے ہو جیتے ہو کہ مرتے ہو
کوئی اتنا نہ ہمسے پوچھنے کو جیتے جی آیا

کسی کا ہاے وہ پیغامبر سے پوچھنا آ کے
کہ کیون کچھ آپ مین کوئی ترے جانے سے بھی آیا

نہین کچھ ہوش یون گذرا ہوا ہون آدمیت سے
خبر کو میری کب اوس بیخبر کا آدمی آیا

جفا بھی ساتھ عاشق کی وفا کے یاد آئیگی
پشیمان ہو گے پھر تم ذکر پھر دیکھو وہی آیا

غمِ دلدار جب آتا ہے دل خوش ہو گے کہتا ہے
مرا سرمایۂ عیش و نشاطِ زندگی آیا

سنبھالا درد نے فرقت مین دل کو بھی جگر کو بھی
اودھر گھبرا کے جا نکلا ادھر مضطر کبھی آیا

جہان عاشق ز خود رفتہ ہوا پھر کب سنبھلتا ہے
نتھا جبتک نتھا جب کچھ خیال آیا اجی آیا

اوٹھا در سے جگر کسکے بٹھانے کو خدا جانے
خبر دیتی ہے بیتابی مری دل مین کوئی آیا

جو آ نکلے ہو ٹھہرو دیکھ لو میری تڑپ کو تو
کوئی دم بیٹھتا بھی ہے کہین جب آدمی آیا

تسلی کچھ نہ تسکین آ کے دینا بیقرارون کو
تڑپتے چھوڑ جانا بس جلال اونکو یہی آیا

بنتے ہی مرقدِ عاشق تہِ افلاک نتھا
قبر کا نام کہین تھا نہ نشان خاک نتھا

یہان لیتا وہ اگر دینے مین کچھ باک نتھا
ملک الموت تھے خواہان بتِ سفاک نتھا

تمہین کیونکر مجھے جانا کہ ہون دیوانۂ عشق
گم تھے ہوش گریبان بھی مرا چاک نتھا

خوب شرمائی ہوئی آنکھونکو دیکھا شبِ وصل
اونسے بڑھ کر تو وہ شوخ آپ بھی بیباک نتھا

ہم جو شاکی ہوے کیون اوس سے نہ تو جا لپٹا
دل یہ بولا کہ مین بیتاب تھا چالاک نتھا

جان جب پاک محبت مین کسی کی دیدی
کون سا تھا وہ بکھیڑا جو یہان پاک نتھا

مجکو ملتا تو کلیجے مین رکھتا اے دل ۔ کیا لگائے کسی پیکان کی مین تاک نتھا
پھاڑتے اپنا گریبان ہم اسپر کیونکر ۔ ایکہون جامۂ گل یار کی پوشاک نتھا
غرقِ دریاے محبت ہی کا تھا بیڑا پار ۔ ڈوبنے والے سے بہتر کوئی پیراک نتھا
سب تری زلف کے بل اس سے الجھکر نکلے ۔ شانہ تھا یار ہمارا دلِ صد چاک نتھا
ہاے ادس سی ہو شکایت تو اوسی کی شبِ وصل ۔ گلۂ بخت نتھا شکوۂ افلاک نتھا
آکے کیا دل مین چھپے تھے مرے شرمائے ہوے ۔ اوٹھتے ہی آنکھہ کا پردہ تھین کچھہ باک نتھا

دل مین خاک اوڑتی تھی اونکے مریجانب سے جلال
نہ صفائی نہ کدورت کبھی کچھہ خاک نتھا

کیا حسن مین شہرہ ہے بتِ ماہ لقا کا ۔ اللہ رے نمود آگے ہی اب نام خدا کا
کہتی ہے قضا کشتہ ہمین اوسکی ادا کا ۔ کیا سیر ہے لیتی ہے قضا نام ادا کا
کیون آرزوِ وصل صنم دی تھی خدایا ۔ سنتا ہی پڑا عاشقِ مضطر کی دعا کا
اوس شوخ نے خلوت مین طلب ہمکو کیا ہے ۔ ٹلجاے جو دم بھر کو تو احسان حیا کا
خود ہی دل گم گشتہ سراغ اپنا لگائے ۔ جو لیگئی ہے کچھہ تو پتا دے اوس ادا کا
جلاّ کے بھلا روئینگے کیونکر سر تابوت ۔ عاشق وہ مجھے جانتے تھے اپنی صدا کا
شام شبِ فرقت سے ہے بد تر سحر اسکی ۔ آنا بھی ہے اندھیر کا جانا بھی بلا کا
دل کو کوئی مستانہ روش شوق سے پیسے ۔ سر آنکھون پر اپنی قدم اس لغزشِ پا کا
آئے کبھی تقدیر سے وہ نیک گھڑی بھی ۔ بت شکوہ ہمارا کرین ہم شکر خدا کا
کوسے ہی کوئی دیکھہ کے بیمار کو اپنے ۔ القصہ بھر طور محل اب ہے دعا کا

یاد آگئین کچھہ اور جلال اسکو جفائین
بھولے سے بھی اظہار نکرنا تھا وفا کا

پہلو مین جب نہ دل ہے نہ دلدار ہی رہا ۔ آیا بھی کچھہ جو صبر تو بیکار ہی رہا

تاثیر دیدنی ہے اُن آنکھوں کے عشق کی
اچھا بھی ہو کے صورتِ بیمار ہی رہا

دل کے خوشا نصیب کہ ہی جلوہ گاہِ دوست
کمبخت دیدہ طالبِ دیدار ہی رہا

گو ٹھوکروں سے گنبدِ مدفن مٹا مگر
مدفن مرا ترے پسِ دیوار ہی رہا

کیا تھی کسی کی ترچھی نظر کچھ نہو چھپے
اِک تیر تھا کلیجے کے جو پار ہی رہا

دل جیسے رُک گیا کبھی اُس سے ملے نہ ہم
انکار یون ہوا کہ پھر انکار ہی رہا

کیا نیند ہوشیار تھی اُسکی شبِ وصال
سو بھی گیا وہ فتنہ تو بیدار ہی رہا

تو بہ بھی دل دُکھانے سے کی یار نے تو کیا
عادت جو تھی جفا کی دل آزار ہی رہا

آ بھی گیا جو وہ نہوی مشکل اپنی سہل
دم توڑنا فراق مین دشوار ہی رہا

عشقِ بتان کا جُرم نہ بخشا خدا نے بھی
اِنکا گنا ہگار گنہگار ہی رہا

بس بس جفائین کر چکے لوٹ گیا جلال
اب وہ وفا رہی نہ وفادار ہی رہا

دیکھو اچھا نہین نظرون سے گرانا دل کا
دونون عالم مین رہیگا نہ ٹھکانا دل کا

پوچھتے کیا ہو کہ کیا چیز ہے آنا دل کا
دین و دنیا سے اسے کہتے ہین جانا دل کا

بولے ہنسکر جو کہا رو کے فسانا دل کا
دل لگی سمجھے تھے کیا آپ لگانا دل کا

اُس سے گرویدہ رہا کرتے تھے لاکھون دلبر
یار تھا عہدِ جوانی مین زمانا دل کا

کبھی تڑپا کے کبھی دے کے تسلی اُنکو
روز آ آ کر نئے پہلو سے ستانا دل کا

کبھی رکھہ لیتے ہین جوڑے مین کبھی محرم مین
اُنسے سیکھے کوئی دل لے کے چھپانا دل کا

کوچۂ عشق مین جسدن سے قدم رکھا ہے
کہین کھونا ہمین دل کا کہین پانا دل کا

یہی ہم سنتے ہین کچھ پردہ نشینو نہین پُکار
بے پکارے ہوے بہتر نہین آنا دل کا

کیا لگاوٹ کی نگاہون سے ہوا ہی مشکل
بیٹھکر پہلوِ دلبر مین بچانا دل کا

اہلِ دل کے لیے راحت نہین اُس سے بڑھکر
جسکو سمجھا ہے وہ بیدرد دُکھانا دل کا

عشق مین ہم یہ نصیحت کیے رکھتے ہین جلال
رازدان کو بھی نہ تم بھید بتانا دل کا

حسرتین پوچھین جو اے عشق ٹھکانا دل کا
نہ بتانا اونھین مسکن نہ بتانا دل کا

کسی قاصد کو نہ بھیجین گے کہین پھر جاشا
عہد ہے گا خبر یار کو جانا دل کا

میل کرنا ہے جو ہمسے نہ ملے غیر سے آنکھ
تمکو آتا ہی نہین دل سے ملانا دل کا

اوٹھ چلا جب کوئی پہلو سے وہین دیکھ لیا
چلتے پھرتے کسی جانب نظر آنا دل کا

چشمِ خوبان مین یہ گھر کرتا ہے پتلی بنکر
تمنے دیکھا نہین آنکھو مین سمانا دل کا

کام کچھ اور نہین اسکے سوا عاشق کو
آپ مٹنا کہ محبت مین مٹانا دل کا

آپ اور ہمکو کرین گرم مرے پہلو کو
اپنے پہلو سے ہے منظور جلانا دل کا

پھوٹ بہتا تھا یوہین آبلہ اسکا کوئی
ہائے کیون چھوڑ دیا تمنے رلانا دل کا

دوستی کا نہ کبھی بھول کے کرنا اظہار
دیکھو دشمن نہ جلال اُسکو بنانا دل کا

جس دل کو ڈھونڈھتا تھا وہ ہمنے بتا دیا
لے دردِ عشق تجھکو ٹھکانے لگا دیا

خونریز زمین بھی لینے لگا کروٹین کوئی
کیا جانے کسکو خاک مین اُسنے ملا دیا

تا صبح ہمنے سر کو پٹک کر شبِ فراق
تقدیر کو عجیب تماشا دکھا دیا

دم توڑنے مین بھی یہ اُٹھانا تھا ہمکو داغ
پہلو سے اپنے آپ کسی کو اوٹھا دیا

خاک اپنی بیٹھتی نہین اُٹھکر زمین پر
صرصر نے آسمان پر ایسا چڑھا دیا

تیغِ ادا لگائی تھی ہنسکر کسی نے کیا
جب زخمِ دل سے آنکھ ملی مُسکرا دیا

اوسنے بگڑ بگڑ کے ادا سے شبِ وصال
بگڑے ہوے نصیب کو میرے بنا دیا

یون ہمنے کی بسر شبِ تنہائیِ فراق
تصویر تھی اک آگے اُسے بھی ہٹا دیا

ارمانِ وصل دل سے نکلنے کو ہے جلال

دل کی تڑپ نے کیا کوئی پہلو بتا دیا

ارے شوق سے دوست تو بن کسی کا / ہونا سوا میرے دشمن کسی کا
دبانے لگا اوٹھتا جوبن کسی کا / اوٹھانے لگا دل کڑا پن کسی کا
مرے خاک وخون تو بہت لپٹے قاتل / نہ ٹھہرا مگر تیرا دامن کسی کا
اب آنکھونمین کب پھر کے آتی ہین نظرین / کہین دیکھہ پایا ہے روزن کسی کا
مرا شوق بیتاب اونھین کرچکا ہے / وہ پردہ اولٹتی ہے چلمن کسی کا
بہار اور مرغ چمن یون فغان کش / خزان چھینے لیتی ہے گلشن کسی کا
ڈھلے یارب اوسوقت منکا ہمارا / کوئی ہاتھہ ہو زیر گردن کسی کا
وہ شرمائی آنکھون نے مارا سیکو / وہ دل لیچلی شوخ چتون کسی کا
ہمین بھی وہ بت اپنا بندہ بنالے / مقبرہ ہو تو اے برہمن کسی کا
سلامت رہو کیا لگائی ہے ٹھوکر / بنا ہی نتھا جیسے مدفن کسی کا
کوئی اوٹھہ کے پہلے ہی پھاڑے گریبان / دبالو انگوٹھے سے دامن کسی کا
ندیکھون اگر جلوۂ طور بھی ہو / سمایا یہ نظرون مین جوبن کسی کا

جلال اوس سے کیون دوستی تمنے کی تھی
یوہین بنگیا کیا وہ دشمن کسی کا

کوئی پھاڑے اودھر دامن کسی کا / ادھر ٹکڑے ہو پیراہن کسی کا
کسیکو بد کہے دشمن کسی کا / نہ سُننے دیگا اچھا پن کسی کا
اگر ناصح کو بنتا تھا مرا دوست / بنا کاہے کو پھر دشمن کسی کا
دوعالم کا ہی گردن پر اگر خون / بری کردے گا بھولا پن کسی کا
کسی کی روح تڑپے گی عدم مین / نہ ٹھکرائے کوئی مدفن کسی کا
پسینا منہ کا اوس میکش کے پونچھے / الٰہی یون ہو تر دامن کسی کا

وہ آئے حضرتِ دل اے حسینو — اوٹھے تعظیم کو جوبن کسی کا

بلا سے ٹوٹ جائے توبہ اے شیخ — نہ ٹوٹے دل جنابِ من کسی کا

نہ کر غمّاز یان اے نالۂ دل — ابھی تو راز دان تو بن کسی کا

ہنسے میری تڑپ پر خود مرا خصم — کوئی دیکھے یہ اوچھا پن کسی کا (بواو معروف ۱۲ — بواو مجہول ۱۲)

نہو کیونکر جلال اوسکا زمانہ
فلک کا دوست ہے دشمن کسی کا

آستان بوس تھے جس در کے وہ در چھوڑ دیا — بھاری پتھر تھا فقط چوم ہی کر چھوڑ دیا

گرمیِ آہ نے کیا جلد اثر چھوڑ دیا — لب کو تو خشک کیا آنکھ کو تر چھوڑ دیا

آہین کرنے مین بھی دیکھا جو ضرر چھوڑ دیا — ہمنے وہ ہائے جگر ہائے جگر چھوڑ دیا

پھر گیا جب سے کوئی آکے ہمارے در تک — گھر کے باہر ہی پڑے رہتے ہین گھر چھوڑ دیا

سیر کو مجمعِ عشاق کے نکلا جو وہ شوخ — اک اِدھر ہاتھ لگایا اک اُدھر چھوڑ دیا

دونون آنکھین نہ نکلوائے کوئی اِس ڈر سے — دیکھ لینا وہ کبھی ایک نظر چھوڑ دیا

کِسکا مُنہ دیکھکے اُٹھتے تھے یہ کِسکا غم ہے — آئینہ دیکھنا کیون وقتِ سحر چھوڑ دیا

آنکھین کیون بند ہین دریافت تو کر کچھ اے دل — پوچھنا بیخبرون کی بھی خبر چھوڑ دیا

مرغِ گلشن سے یہ پر کاٹ کے بولا صیاد — لے کیا رحم کہ ٹوٹا ہوا پر چھوڑ دیا

چھوڑ دے کوئی جو زلفون کو تو پوچھون اُنسے — اوس پھنسے دل کو مرے تمنے کدھر چھوڑ دیا

غش مین چھوڑا ترے دامن کی ہوا نے مجھے — اور تجھکو عرقِ شرم مین تر چھوڑ دیا

دل مین گھر کر گئی یہ خانہ خرابی کِسکی — دَر ہی پر اب تو کھڑے رہتے ہو گھر چھوڑ دیا

بیٹھ جاتے اُٹھین دل تھام کے دیکھا تھا جلال
چھوڑ دی دل نے فغان اوسنے اثر چھوڑ دیا

دل سے ارمان اگر کوئی بمشکل نکلا — خود تڑپتا ہوا ساتھ اوسکے مرا دل نکلا

دوست ہی دشمن جان تھا مجھے معلوم نہ تھا — رگ گردن مین چھپا خنجر قاتل نکلا
میرے ہی دم سے فروغ انجمن یار کا تھا — مٹنے والا ہی غرض رونق محفل نکلا
چٹکیاں لاکھ مرے دل مین وہ لیتا ہی مگر — وہ ہی پہلو مین جگہہ دینے کے قابل نکلا
سو گیا آکے شب وعدہ ہمارے گھر مین — ہم تو ہشیار سمجھتے تھے وہ غافل نکلا
میرے دلبر نے جو محفل کو ٹٹولا اپنی — نکلے دل والے ہزار ایک ہی بیدل نکلا

کیا اثر تیرے کلیجے کی تڑپ کا تھا جلال
تیر بھی اوسکا ترے سینے سے بسمل نکلا

چپ ہی کچھ خون کرکے بسمل کا — واہ کیا پوچھنا ہے قاتل کا
شوق کہتا ہے اُسکی محفل کا — سیکھ رکھو سنبھالنا دل کا
شوق مجنون نے وہ لگاوٹ کی — اوٹھ گیا آپ پردہ محمل کا
ہم بھی اک بندہ خدا تھے بتو — عشق نے بندہ کر دیا دل کا
کہکے وہ اوٹھ گئے کہ مشکل ہے — سہل کرنا تمھاری مشکل کا
چل کے رک جائے حلق پر خنجر — اب ترحم غضب ہے قاتل کا
رگ جان سے ہو تم قریب تو کیا — دل سے ہے بعد لاکھ منزل کا
کھینچ لائے اگر اوسے مجھ تک — کیا ہے نقصان جذب کامل کا
چٹکیان لے کے اُف تو کرنے دو — یوہین بر آئے مدعا دل کا
ٹپکین آنکھون سے اشک سرخ مگر — دیکھ کر رنگ اوسکی محفل کا

نام اوس بیوفا کا لو نہ جلال
ذکر اب کیا گئے ہوے دل کا

دل اک حسین کا جب سے نیاز مند ہوا — ستم نصیب بلاکش جفا پسند ہوا
ہزار آنکھ سے اوجھل وہ سینہ بند ہوا — نگاہ شوق کا لیکن نہ کام بند ہوا

ہزاروں باتیں ہیں صیّاد کو سناتا ہوں — زبان کھل گئی جب سر قفس میں بند ہوا
کوئی تو حشر میں بے پردہ جلوہ گر ہے کہیں — یہ آفتابِ قیامت نہ کیوں بلند ہوا
ہم اسکو خط میں جو لکھنا تھا لکھ چکے اے دل — نہ کھول شوق کے دفتر لفافہ بند ہوا
دیا ہی ہمنے دل اپنا بصد نیاز جسے — یہی وہ ناز سے کہدے کہ ناپسند ہوا
کسی کے عشق میں مٹ کر جو بے نشان ہوے ہم — نمود ہو گئی نامِ وفا بلند ہوا
تری مژہ کا وہ نشتر پڑا رگِ جان پر — کہ دم نکل گیا لیکن نہ خون بند ہوا
یہ حسن و عشق کے بھی کچھ معاملے ہیں عجیب — وہ بے نیاز بنے میں نیازمند ہوا
تڑپ کے جان ترے ناتوان نے کب دیدی — کوئی نہ ہائے کا نعرہ بھی کیا بلند ہوا

جلال دل سے ہوا کچھ بھی فائدہ تمکو — کسی مرض کی دوا بھی یہ دردمند ہوا

کیا اسکا گلہ کوچۂ دلبر نہیں ملتا — خود گم یہ ہیں اپنا ہی ہمیں گھر نہیں ملتا
دل کوچۂ محبوب میں جا کر نہیں ملتا — پھر خاک بھی لے ڈالو تو پتھر نہیں ملتا
کٹ کر جو گرا دور ترے پاؤں سے قاتل — خود سر سے ہمارا تنِ بے سر نہیں ملتا
جز پہلوِ یار اور کہاں دل کو مرے چین — وہ بھی کبھی ملجاتا ہے اکثر نہیں ملتا
بہتیرے جفاجو ہیں وفا ڈھونڈھ لی میری — اچھا نہیں ملتا وہ ستمگر نہیں ملتا
کیا اور امید اس سے نہ چرخ ہو جس سے — میں خاک میں بھی واے مقدر نہیں ملتا
سمجھے یہ رہِ عشق میں ہم خضر سے ملکر — گمراہ بہت ملتے ہیں رہبر نہیں ملتا
اللہ یہ ہم قابلِ نفرت ہوے اے موت — رغبت سے گلے یار کا خنجر نہیں ملتا
امید نہیں حشر میں بھی ملنے کی اس سے — ہم ڈھونڈھتے ہیں عرصۂ محشر نہیں ملتا
تھوڑی بہت اے پیرِ خرابات ہمیں بھی — چلو ہی سے پی لینگے جو ساغر نہیں ملتا
کہتا ہی مجھے دیکھ کے مصروفِ دعا غیر — مانگے سے ہمارا سا مقدر نہیں ملتا

کمبخت کو کھو جانیکی عادت ہی کہین ہو | اونکو بھی ہمارا دلِ مضطر نہین ملتا
بیگانہ ہو جب سب سے تو ہوتا ہے وہ اپنا | ملنے کی طرح ملیے تو کیونکر نہین ملتا

ملجائے تو کچھ شکوے جلال اُس سے کرین ہم
گردش مین ہے ایسا کہ مقدر نہین ملتا

بتو سچ ہے مری سنتا خدا کیا | کہ مین ناچیز کیا میری دعا کیا
خدا سے مانگتے تھے ہم دعا کیا | خدا جانے کسی نے سُن لیا کیا
ستائے جاؤ ہمکو چُپکے چُپکے | نہ پوچھو لطف دیتی ہے جفا کیا
پشیمان ہوتے ہو کیون کشتہ کر کے | جلا سکتے نہین ناز و ادا کیا
شبِ وصل آپ سے باہر وہ پاکر | ہوے ہین بدگمان عاشق سے کیا کیا
وہ دل کیا جان بھی لیکر کہینگے | کہ تو کیا اور تیرا حوصلا کیا
جیسے برسون جلائے دم مین مرجائے | امیدِ وصل تیرا آسرا کیا
کسی پر آ بنی اے حضرتِ دل | بگڑ کر اُس سے بگڑا آپ کا کیا
وہ سرگرمِ ادا مین جان بلب ہون | بہانہ ڈھونڈھتی ہے اب قضا کیا
کوئی پوچھے مرے زخمِ جگر سے | بتا ہنستا ہے تو او بیحیا کیا

وہ پھر ہین اے جلال آمادۂ جور
کہین کچھ آ گیا ذکرِ وفا کیا

عدو کو خوش ہمین ناشاد رکھنا | زرا اے چرخ اسکو یاد رکھنا
کیا الفت نے جسکی ہمکو برباد | الٰہی تو اُسے آباد رکھنا
لگاتا ہے جو گردن پر مری ہاتھ | لگی ہرگز نہ او جلاد رکھنا
عدو پر لطف ہون ہم پر جفائین | یہی ڈھنگ او ستم ایجاد رکھنا
قفس گلشن مین لیجانا جو میرا | قریبِ آشیان صیاد رکھنا

نہ آیا میرے قاتل کو نہ آیا | گلے پر خنجرِ بیداد رکھنا
یہ کیا تھا کھینچکر تصویرِ دلبر | جگر پر ہاتھ او بہزاد رکھنا
دُکھے دل اُس ستمگر کا نہ ایدل | لحاظ اسکا دمِ فریاد رکھنا
جو کوہِ ہجر شیرین کو بھی کاٹے | وہ تیشہ پاس اے فرہاد رکھنا
مرا دل لے کے تم بھولے تو بھولے | ستم ہے بوسہ دے کر یاد رکھنا
ہمارا کام ہجرِ دوست مین ہے | دلِ غم دوست تجھکو شاد رکھنا
ملادے گا فلک کو خاک مین خود | کسیکا خانمان برباد رکھنا

جلال اُس زلف کے دیکھو کرشمے
پھنسانا دل کو اور آزاد رکھنا

دل کسی کے عشق مین اچھا ہوا جاتا رہا | داغ تھا اک مٹ گیا اک درد تھا جاتا رہا
کیا تمھارے پاس سے بھی دل مرا جاتا رہا | لیگیا تھا ناز کہتی ہے ادا جاتا رہا
تم جو اتنا وصل مین بولے کہ تو بکتا ہے کیا | لو ذرا سی بات مین سارا گلا جاتا رہا
جستجوئے یار نے دل سے کیا اچھا سلوک | منچلا خود گم ہوا کھویا گیا جاتا رہا
کوئی ہے اپنے کفن کی تاک مین کہتے تھے ہم | دیکھیے آخر دوپٹا آپ کا جاتا رہا
بندوبست اپنا کیا خاک اُنکے گھر مین غیر نے | مین نہین میرا خیال آتا رہا جاتا رہا
ہائے اُسنے وصل کی کیون غیر کو دیدی زبان | تھا زبانِ یار مین جتنا مزا جاتا رہا
اگلے معشوقون کا ذکر آیا جو اُس بے مہر سے | ہنسکے بولا اب وہ دستورِ وفا جاتا رہا
جیسے مین بوسون سے اُنکے ہاتھ کر دیتا ہون سرخ | مہندی ملنا چھٹ گیا شوقِ حنا جاتا رہا
دل ہمارا اور یون ہو جائے ہمسے منحرف | آج اُنکی کج ادائی کا گلا جاتا رہا
یون مکدر تم نہو محفل مین آ بیٹھے جو ہم | اُٹھ گئی دیوار دیکھو سامنا جاتا رہا
کھینچکر کمبخت کو دل سے بہت پچھتائے ہم | کچھ اُنھین ڈر تھا جو اپنی آہ کا جاتا رہا

لیگیا چھلا نشانی کا تو لیجائے جلال
ہاتھ کیون ملتے ہو بیٹھے ایسا کیا جاتا رہا

خوبرویون مین بسر ہمنے کیا سن اپنا
رات اپنی تھی کبھی اور کبھی دن اپنا

مفت دلبر ہو کوئی یہ نہین ممکن اپنا
قرض ہم دیتے ہین دل لائیے ضامن اپنا

ترک کردین جو پتا جلوہ گہ یار کا دون
ابھی مسکن حرم و دیر کے ساکن اپنا

اک پری بزم عدو مین سے اٹھالائے آج
دوست بنکر شب فرقت مین کوئی جن اپنا

قتل کرکے عجب احسان کیا ہے واللہ
قاتل اپنا کہین یا ہم تمھین محسن اپنا

سب سی ملتا ہے مگر سب سے ہی بیگانہ وہ شوخ
غیر ہی کا ہے بظاہر نہ بباطن اپنا

یاد اُس وعدہ فراموش کو ہم بھی آجائین
جذب دکھلادے شب وعدہ کسی دن اپنا

کردیا بندہ یہ کس بت کا الٰہی تونے
ننگ سمجھے ہین مجھے کافر و مومن اپنا

بوڑھے ہم ہو گئے ہین ہجر کے صدمون سے جلال
ورنہ ایسا تو نہین ہے ابھی کچھ سن اپنا

مآل کار تو سوزِ نہان نکل آیا
پکارتا ہوا دل الامان نکل آیا

پکارا کوچۂ قاتل مین مجھکو دیکھ کے دل
اجل رسیدہ ارے تو کہان نکل آیا

تہِ مزار بھی کیا خاک چین پائینگے ہم
زمین مین بھی چھپا آسمان نکل آیا

نہ پوچھ نجد مین آجانے کا سبب اے قیس
جنون زدہ نکل آیا جہان نکل آیا

وہ دیکھنے مجھے آتے ہین دم نکلتے وقت
ستم سوا جو کوئی امتحان نکل آیا

شبِ فراق مین اپنا نتھا کوئی دلسوز
جگر کا داغ بڑا ابھرا یان نکل آیا

مزہ دیا ترے انکارِ وصل نے ہمکو
نہین نہین مین بھی اک لطف ہان نکل آیا

وہ دل جلا ہون مری خاک بھی ہے خاکستر
زرا ہوئی تہ و بالا دھوان نکل آیا

کبھی نہ دل مین اکیلا کسی کا غم رہتا
بھلے کو سینے مین دردِ نہان نکل آیا

وہ خود ہی بیٹھے رہینگے نہ دونگا دل جبتک
لحد سے پھر کہین بے آئی دل کی بیتابی
شبِ وصال یہ اندھیر کیا کیا مینے

نہ اُٹھنے دینے کا پہلو یہان نکل آیا
کہان مین دفن ہوا تھا کہان نکل آیا
کہ اُسکو لے کے تہِ آسمان نکل آیا

اگرچہ اہلِ سخن مین ہے ہیکسان ہی
جلال کا بھی مگر قدردان نکل آیا

دھوم نالون کی ہے اک شور ہے فریادونکا
بزمِ اغیار مین کیون مجکو وہ بلواتے ہین
کوچہ دوست ابد تک رہے آباد اے عشق
غم نہین اپنی گلی سے جو نکلوانا ہے
قتل کے وقت تو پوچھین کوئی حسرت میری
کوئی ایسی بھی جفا ہے کہ ادا جسمین نہین
ساتھ دیوانہ گیسو کے جنازے کے چلا
چاک دامن کے یہان خضر ہین اے دشتِ جنون
یاد رہجائیگا آ آ کے شبِ فرقت مین
جیسے پھوٹے ہین کسی کوچے مین گرتے پڑتے

خوب آباد ہے کوچہ ستم ایجادون کا
خوش نصیبون مین کوئی کام بھی ناشادونکا
اک ٹھکانا تو ہے آخر ترے بربادونکا
سُننے والا تو وہ نکلا مری فریادونکا
کیا وہ دستور نہین جانتے جلّادونکا
لطف ہمسے کوئی پوچھے تری بیدادونکا
بال کھولے ہوے اک غول پریزادونکا
کیا پتا ٹھیک یہ دیتے ہین ترے جادونکا
دل کو دینا مرے تسکین تری یادونکا
سامنا آٹھ پہر ہے نئی اُفتادونکا

دونون آنکھین ہین جلال اشک فشان فرقت مین
ایک ساون کا سمان رکھتی ہے اک بھادون کا

گلی سے یار کی مین مُردہ دل نجاؤنگا
نہ بدگمان ہوا ے ضبط نالہ کہتا ہے
بتائیے کیسے لیجائین بزمِ دوست سے ہم
مین کیا جفا کے بھی قابل نتھا بتا بیمہر

ابھی تو خاک مین اے چرخ مل نجاؤنگا
فلک سے مین بخدا جاکے مل نجاؤنگا
نجاؤنگا یہی کہتا ہے دل نجاؤنگا
تجھے بغیر کیے منفعل نجاؤنگا

جو اُن سی دل سے ہے کچھ تخلیہ تو خلوت مین
سمجھ کے آپ کو مین خود مُخِل بنجاؤنگا

کہا کرے کہین جائے کو اضطراب ہزار
ٹھہر کے جاؤن گا مین متصل بنجاؤنگا

کیے ہین شکوہ بیجا بہت پشیمان ہون
کسی کے آگے مین ہونے خجل بنجاؤنگا

ہماری آہ سے عرشِ خدا یہ کہتا ہے
مین دل بتون سکا نہین ہون کہ ہل بنجاؤنگا

شگفتہ دیر مین ہونگا مین تجسے بھی اوگل
برنگِ غنچہ بہت جلد کھِل بنجاؤنگا

وہ کہتے ہین کہ مری جستجو کے ڈھنگ ہین اور
ہر ایک ڈھونڈھنے والے کو مِل بنجاؤنگا

جلال محفلِ جانان ہے جاے عیش و نشاط
اُس انجمن مین مین افسردہ دل بنجاؤنگا

دِل مین وہ اسلیئے آئے تھے کہ ہل جاؤنگا
ابتو یہ ضد ہے اسے لے کے نکل جاؤنگا

دشتِ مجنون کو جو گھبرا کے نکل جاؤنگا
خوب دیوانے کی باتون مین بہل جاؤنگا

دل بھی ساتھ آہ کے کہتا ہے نکل جاؤنگا
خاک ہو جاؤنگا پھنک جاؤنگا جل جاؤنگا

تم نہ بچاؤگے آکر مرے گھر مین مجھکو
مین بھی ساتھ اپنے مقدر کے بدل جاؤنگا

کوےِ جانان مین گرایا جو تڑپ نے لاکر
دیکھنا ایک ہی ٹھوکر مین سنبھل جاؤنگا

کچھ تو ہو خوابگہِ یار مین آنے کا مآل
تلوے سہلا نہ سکا تھا ہی مل جاؤنگا

کیون نہ ٹھکرائیگا رکھدونگا جو سر قدمون پر
مین بھی اُس چالیسے چال یہ چل جاؤنگا

روز فرقت نے یہان آکے ڈھی دی ہے کہ مین
آج جاؤنگا ترے گھر سے نہ کل جاؤنگا

بارِ احسان عدو مجسے اُٹھیگا اے دوست
ناتوان ہون مین بہت دب کے کچل جاؤنگا

اُس دوپٹے کے اشارے نگہِ شوق سے ہین
سینہ محرم نے اُبھارا تو مین ڈھل جاؤنگا

تیر سے اُسکے یہ کہتا ہے کلیجا میرا
ساتھ ہی مین تری پیکان کے نکل جاؤنگا

آکے محفل سے تری کب ہون مین جانیوالا
تیرا وعدہ نہین ٹالے سے جو ٹل جاؤنگا

بھو بچاؤن گا سب ایذائین شبِ ہجر کی مین
یون تری یاد کی جھپلو نمین بہل جاؤنگا

کوئی مستانہ روش لیگئی گو ہوش جلال
دیکھہ کر لغزشِ پا اور پھسل جاؤ نگاہ

اُسے کچھ خیال ہوتا تو مرا ملال ہوتا
یہ نہین مین دل کو کہتا کہ غمِ فراق سہتا
مری قبر کے فرشتے یہ نہ پوچھین کیون ہو چھپکے
کہین جان دیتے ہمدم تو ٹھہرتے یہ وفا ہم
جو مجھے نہ وہ بلاتے تو خود آ کے دیکھہ جاتے
مجھے جان دے کے اتنی بخدا خوشی نہوتی
جو ندامت اوستمگر ہمین ہوتی آہ بھر کر
مرے دل کا اور میرا وہی بس چکاتے جھگڑا
وہ جو سیر کو نکلتا تو کچھ اس ادا سے چلتا
جو وہ کشت و خون سے ڈرتے یونہین مرتے واہم

نگرانِ حال ہوتا تو اک انفعال ہوتا
مرے پاس تو وہ رہتا نہ شریکِ حال ہوتا
کہ جواب ہی نہ سنتے جو بجا سوال ہوتا
نہ اُٹھا فراق کا غم اُنھین احتمال ہوتا
کبھی خواب ہی مین آتے جو مرا خیال ہوتا
مرے مرنے کا ذرا بھی جو تمھین ملال ہوتا
تجھے جور کر کے ہمسر نہ یہ انفعال ہوتا
جو کچھ انفصال ہوتا وہین انفصال ہوتا
کوئی فتنہ ہاتھ ملتا کوئی پائمال ہوتا
وہ اگر نہ ذبح کرتے کوئی خود حلال ہوتا

یہ غضب کی شان جانی تمھین خود ہی تھی دکھانی
نہ سناتے لن ترانی نہ مُصِر جلال ہوتا

نالے فلک سے ملنے بچاتے تو خوب تھا
قاصد جو شوق دل کو بناتے تو خوب تھا
اپنی گلی سے ہمکو نہ اُٹھواتے بعد مرگ
بیپردہ ہو کے ہنسے وہ کرنے لگے حجاب
بس بس چڑھا چکے ہمین تم آسمان پر
پھر اُنکو ہجر و وصل مین ہونے لگی تمیز
سرگرمِ شوقِ دید ہے پھر کوئی طور پر

اس روسیہ کو آگ لگاتے تو خوب تھا
خط اپنا لے کے آپ ہی جاتے تو خوب تھا
اب تم ہمارے ناز اُٹھاتے تو خوب تھا
حسرت کی آنکھ ہم بھی چھپاتے تو خوب تھا
اس سے تو خاک ہی مین ملاتے تو خوب تھا
بیخود ترے نہ آپ مین آتے تو خوب تھا
تم بھی جلے کو اور جلاتے تو خوب تھا

پہلو ہمارے دل کے ٹھہر جانے کا کوئی — پہلو مین بیٹھہ کر وہ بتاتے تو خوب تھا
ملکر کبھی ہمارے دل داغدار کو — دو اِک نمودیون کو مٹاتے تو خوب تھا
بڑھتا اِدھر سے پردہ اُٹھنے کو شوق دید — آواز ہی وہ پہلے سناتے تو خوب تھا
گھر کر کے آپ آنکھو مین دشمن کے بزم مین — ہمسے اگر نہ آنکھہ ملاتے تو خوب تھا
میرے پیامبر کو نہ کہتے برا بھلا — وہ انکھین مجھے کو سناتے تو خوب تھا
تم غیر پر ستم کرو ہم دیکھین ہے ستم — اس سے تو پھر ہمین کو ستاتے تو خوب تھا
عادت بری ہے اُس لبِ میگون کے بوسہ کی — چھوٹی ہوئی کو مُنہ نہ لگاتے تو خوب تھا

تسکین دل سے ہاتھہ اُٹھاتے جلال وہ
یا دل کو ساتھہ ہی لیے جاتے تو خوب تھا

ردیف راے مہملہ

دل اُس سے ملا آنکھون کو مجبور بنا کر — مختار ہوا خود ہمین مجبور بنا کر
عاشق سے اگر دور ہی رکھنا تھا الٰہی — جنّت مین نہ رکھا اُسے کیون حور بنا کر
ملجائے جو خاکِ قدمِ طالبِ دیدار — رکھہ آنکھہ کا سرمہ اُسے او طور بنا کر
کیا عشق جفاکار نے کام اپنا لیا ہے — فرہاد وفا پیشہ کو مزدور بنا کر
دنیا کو تم اندھیر کرو اُسکی نظر مین — آنکھون مین جو رکھتا ہو تمھین نور بنا کر
کیا گریہ فرقت نے بگاڑا ہے صد افسوس — اِن اچھی بھلی آنکھون کو ناسور بنا کر
کیا دیر ہے کہ حشر بپا شورِ محبت — نالے کو مرے جلد کہین صور بنا کر
داغون مین جلن اور پڑی اپنی زیادہ — رکھا جو کبھی مرہم کافور بنا کر
کیفیت اُن آنکھون کی دکھاتی ہی مئی حسن — گہ مست بنا کر کبھی مخمور بنا کر
کیون سہتے جفا پاس وفا کا جو نہوتا — جا رہتے ترے کوچے سے گھر دور بنا کر
الفت وہ ہی عاشق کو جو کر دیتی ہے کافر — سولی پہ چڑھا دیتی ہے منصور بنا کر

کیا بھول گیا تو سحرِ وصل بنانا
فرقت کی آئی شبِ دیجور بنا کر

دیکھو نہ جفا میں کرو تم اہلِ وفا پر
اوروں کو بگاڑو گے یہ دستور بنا کر

شکوہ ہے ترے حُسن خداداد سے اوبت
کیا اسنے بگاڑا تجھے مغرور بنا کر

تقدیر سے پوچھوں گا جلال اتنا تو اپنی
کچھ خوش ہوئی میرا دل رنجور بنا کر

پھرا دل اگر تیرِ مژگان سے بچکر
کہاں جائیگا تیرے پیکان سے بچکر

اوڑے میری خاک اُنکے داماں سے بچکر
ہوا پر ہے وہ اُسکے طوفان سے بچکر

کدھر قیس کو لیگئی اُسکی وحشت
میں دیکھوں تو میرے بیابان سے بچکر

سوِ میکدہ آکے بھی شیخ جی کیا
نکل جائگے بزم رندان سے بچکر

کیا دست وحشت نے صد چاک دل کو
پڑا کچھ ہے اپنے گریبان سے بچکر

کوئی ٹیس اگر مار اُتارے تو اچھا
جئیں گے نہ ہم دردِ ہجران سے بچکر

کبھی یادِ قاتل میں ہنسنا تو اے دل
ذرا اوچھے زخموں کے احسان سے بچکر

نکلجائے اُلجھن کہیں لے کے دل کو
مگر اُسکی زلفِ پریشان سے بچکر

الگ دل کے داغوں سے ہیں دل کی پھانسیں
یہ نکلے ہیں کانٹے گلستان سے بچکر

وہ خونِ دل اِک تیر کے نذر ہو گا
جو کچھ رہ گیا چشمِ گریان سے بچکر

صبا کو مری خاک اوڑانے سے حاصل
چلے وہ مگر کوے جانان سے بچکر

مرا ساتھ اگر بیقراری نے چھوڑا
کہاں جاسکے گی دل وجان سے بچکر

کُجا عشق میں دین وایمان کا رہنا
جلال اِک بُتِ نامسلمان سے بچکر

تقدیر لڑکے بھی نرہی ایک ڈھنگ پر
وہ صلح کر کے پھر ہیں کچھ آمادہ جنگ پر

اچھے تماشے وصل کی شب دیکھتا ہے بخت
سر تخت سے میں پھوڑوں وہ سوئیں پلنگ پر

کھوئے کسی کی تیرے دوپٹے کی بو نے ہوش
لایا ہے کوئی رنگ دولائی کے رنگ پر

محرم کے بند دیکھو نہ باندھو تم اتنے چست
پڑتا ہے ہاتھ ادھر بھی گریبان تنگ پر

عالم کسی کی اُٹھتی جوانی کا دیکھ کر
بیٹھے ہوئے دل آتے چلے پھر اُمنگ پر

اُس سنگدل سے مل کے ہوا سخت اپنا دل
پتھر ہمارا شیشہ بنا گر کے سنگ پر

کیا پھول ہے جلال گلِ داغِ عشق دوست
گھہ اُسکی بو سے مست ہون گہہ غش ہون رنگ پر

کیا ضد ہے یار دیکھ بھی چک اک نظر ادھر
کیسے پکارتا ہے مرا دل ادھر ادھر

کتنے ہی غش پڑے ہین تری جلوہ گاہ مین
بیخود کوئی ادھر ہے کوئی بیخبر ادھر

آئینہ بھی ضرور اُنھین محفل مین دیکھنا
پھر دیکھنا کنکھیون سے بھی کچھ ادھر ادھر

کرتا ہی دست شوق سے کیا کیا لگاؤ مین
دامن ترا ادھر دمِ رخصت کمر ادھر

کیا سیر ہے ادھر جو مرا دل ہے بیقرار
ہنستا ہے دیکھ دیکھ کے زخمِ جگر ادھر

نزدیک تھا کہین دلِ نالان جو رات بھر
آئی صدائے نالۂ وحشت اثر ادھر

برہم ہوے وہ ساتھ سلانے پر اسقدر
کروٹ بھی ضد کے مارے نہ لی رات بھر ادھر

کمبخت دیکھتا نہین دیکھو تو پھر کے بھی
پھر کر ادھر سے آئیگا کیا نامہ بر ادھر

اچھا یہ جذب تھا دلِ خانہ خراب کا
آئے تو پوچھتے وہ رقیبون کا گھر ادھر

اُن سے تمام بزم مخاطب مگر ہمین
سبکی طرف وہ ہین متوجہ مگر ادھر

آنا یہ اُنکا یاد رہے گا ہمین جلال
کھوئے گئے جو آئے کبھی بھول کر ادھر

دے صنم حکم تو در پر ترے حاضر ہو کر
پڑ رہے کوئی مسلمان بھی کافر ہو کر

چٹکیان لینے کو بس رہ چکے پنہان دل مین
کبھی پہلو مین بھی آ بیٹھیے ظاہر ہو کر

حسن رخسار کا دیکھین جو طلسم آئینہ مین
دنگ رہ جائین خود آنکھین تری ساحر ہو کر

کوئی کیون دیکھے نکلتے ہوئے دم عاشق کا
جلدے اول ہی سے رخصت دم آخر ہوکر

جبہہ سائی کا ارادہ تو ہو پھونچا دیگا
در تک اُس بُت کے خدا حافظ دنا چھر ہوکر

لیچلی گھر سے جو وحشت تو پکاری زنجیر
کہیے تو مین بھی قدمبوس ہون حاضر ہوکر

دل یہ کہتا ہے قدم کوئے بُتان مین رکھنا
خوب سا رسم ورہِ عشق سے ماہر ہوکر

غیر کیون ہمکو اُٹھاتا ہے تری محفل سے
آپ اُٹھ جائینگے برخاستہ خاطر ہوکر

دفن کرتا ہی ہمین اپنے ہی کوچہ مین وہ بُت
اک مسلمان کا یہ پاس ہے کافر ہوکر

درد فرقت کو نہان رہ کے کبھی تڑپانا
پھانس کی طرح کھٹکنا کبھی ظاہر ہوکر

ڈھونڈھتے رہ گئے پہلو ہی تعجب ہے جلال
حالِ دل اُس نہ تم کہہ سکے شاعر ہوکر

ردیف کاف تازی

مری شاکی ہی خود میری فغان تک
کہ تالو سے نہین لگتی زبان تک

نہ لانا نام اُسکا نام ایدل زبان تک
نہ بتلانا جو پوچھے رازدان تک

کوئی حسرت ہی لے آئے منا کر
مرے روٹھے ہوئے دل کو یہان تک

مری بیتابیون کا دیکھہ کر رنگ
کوئی بھولا ہے اپنی شوخیان تک

تجھے پھونچا دین ہم کعبہ کو اے شیخ
جو تو لیچل ہمین کوئے بتان تک

جگہہ کیا درد کی بھی چھین لے گا
جگر کا داغ پھیلے گا کہان تک

اثر نالون نے جو تھا وہ بھی کھویا
بہت پچتائے جا کر آسمان تک

رہا سینہ پر اُسکا ہاتھہ تا دیر
نہ پھونچا ہاے پھر دردِ نہان تک

فلک تیرے جگر کے داغ ہین ہم
مٹائے جا مٹاتا ہے جہان تک

وہ کیا پہلو مین بیٹھے اُٹھہ گئے کیا
نہ لین جلدی مین دو اک چٹکیان تک

کوئی مانگے تو آکر منتظر ہے
لیے تھوڑی سی جان اک نیمجان تک

رہے تیرا قفس صیاد آباد
ہمین لیچل اُس اُجڑے آشیان تک

اُٹھانے سے اجل کے مین نہ اُٹھتا
وہ آتے تو کبھی مجھ ناتوان تک

اودھر بھیجا ہے قاصد کو یہ کہکر
خدا تجھکو نہ پھونچائے وہان تک

جنون تنگ آگیا ہون دے اجازت
کہان سے جیب کو پھاڑون کہان تک

جلال نالہ کش چپکا نہ ہوگا
وہ دیکھ لین مُنہ مین زبان تک

ردیف کاف فارسی

تم چلو دامن اُٹھاکر میرے مدفن سے الگ
جب مری خاک بھی ہو چھوٹ کے دامن سے الگ

کہتی ہے ہجر مین اُس گل کے ہمین بلبل بھی
کبھی بیٹھ کے نالے مرے گلشن سے الگ

دیکھ رکھیے اُن اشارونکو بھی جو ہون سر بزم
سامنے دوست کے کیون بیٹھیے دشمن سے الگ

ملکے دل ہم آنکھ سے اُسکی نہو چالاک اتنا
چال رہبر کی ہوا کرتی ہے رہزن سے الگ

آفتین کرتی ہین برپا مری چشم و دل پر
کچھ جوانی کی اُمنگین ترے جوبن سے الگ

ساتھ چھوٹے ہوئے اُسکا ہوئی مدت اے عشق
مجھسے میرا دلِ ناداں ہے لڑکپن سے الگ

روز فرقت کی پریشانیِ خاطر ہے کچھ اور
اسکو پاتا ہون شبِ ہجر کی اُلجھن سے الگ

واہ کیا اس سے لگاوٹ تری تلوار نے کی
ایک ہی وار مین سر تھا مری گردن سے الگ

دیکھ جاتے ہین الگ مجھکو تڑپتے در پر
جھانک لیتے ہین وہ دیوار کے روزن سے الگ

دل کا ویرانہ بھی ہے یار سے آباد کلیم
جلوہ گہ اور ہے اک وادیِ ایمن سے الگ

پھول کیا چُنکے گلی سے تری لیجائے کوئی
کانٹے بھی رہتے ہین اس باغ کے دامن سے الگ

روح کو تو مری بیچین نہ کر پسِ مرگ
روئیے فاتحہ پڑھ کر مرے مدفن سے الگ

رسم ہر ایک سے ہے ہمکو جُداگانہ جلال
دوست سے لاگ الگ رکھتے ہین دشمن سے الگ

ردیف لام

چلکے او ساقی تری مستانہ چال — اپنی بھی بھولا ہے کچھ پیمانہ چال
کیون پریون پر اپنا آئے دل — ہوش مین آکر چلے دیوانہ چال
دوڑ پڑنا سنکے مرتا ہے کوئی — ہائے رے آنکی وہ بیتابانہ چال
جان پریون کھیلتے ہین دیکھ لو — چلکے اٹکھیلی کی معشوقانہ چال
جل بجھا وہ اور یہ جلتی رہی — شمع سے کیا کر گیا پروانہ چال
وہ جو آئے مین ز خود رفتہ ہوا — چل گیا مہمان سے صاحبخانہ چال
اپنی از خود رفتگی کو دیکھ کر — پھر گئی آنکھون نہین اک مستانہ چال
طور پر چل یہ اشارہ کس لیے — ہمسے اور اے جلوۂ جانانہ چال
جب دیا جھٹکا اک اسکی زلف نے — چھوڑ دے گا خود سری کی شانہ چال
قبر پر آئے ہو ٹھکراتے بھی جاؤ — اک رہی جاتی ہے گستاخانہ چال
پھر گئین آنکھین بھی ہمسے نزع مین — اپنے بھی چلنے لگے بیگانہ چال
رات بھر پی دنکو مے سے توبہ کی — سیکھ رکھ زاہد یہ تو رندانہ چال

دل ملاتا خاک مین لیکن جلال
ہمسے کوئے یار مین چلتا نہ چال

تم حضرت دل اور مدارات کے قابل — کہنا جو نہ مانے وہ نہین بات کے قابل
ای تو سہی منہ چوم لون اٹھکر سر محفل — کہنا یہ ذرا پھر نہین تو بات کے قابل
ہمسے نہ ملے کوئی مگر ہم بھی تو ناصح — سمجھین اسے جب ترک ملاقات کے قابل
تارے کسی افشان کے تصور مین گنین گے — لو مشغلہ اک ڈھونڈھ لیا رات کے قابل
دم بھر کو تری وعظ مین ہم بیٹھکے واعظ — برسون نہ رہے بزم خرابات کے قابل
کہتے ہین بلا رد نہوئی عشق کی تم سے — کیا دل بھی نہ تھا جان کی خیرات کے قابل

ہمکو ستم و جور کے لائق تو وہ سمجھین
اچھا نہ سہی لطف و عنایات کے قابل

مینے جو کہا دو کوئی گالی ہی تو بولے
یہ منہ نہین اس تحفہ و سوغات کے قابل

ٹھکرا دو مرے سر کی طرح قبر بھی میری
کیا گنبدِ مدفن نہین اک لات کے قابل

ابر اٹھ کے خرابات مین کرتا ہے اشارے
بنواؤ کوئی میکدہ برسات کے قابل

جوبن جو حسینون کو بھی سینہ کا دکھاؤ
سب کہدین کہ بس ہو تمھین اس گات کے قابل

چُپ لگ گئی اسوقت سے قدرت ہے خدا کی
بُت ہمکو سمجھنے لگے جب بات کے قابل

ہمت ہے جلال اپنی وہ پا مرد کہ سمجھی
اس دولتِ دنیا کو بس اک لات کے قابل

ردیف میم

فراق مین ہین مخاطب غم و ہراس سے ہم
کہ اک امید مین گھبرا گئے ہین یاس سے ہم

کہو تو دور سے دیکھین نہ دیکھین پاس سے ہم
نظارہ کر لین کوئی دم نگاہِ یاس سے ہم

ہمارے گھر مین کسی کی جو آمد آمد ہے
ادھر ادھر پڑے پھرتے ہین بدحواس سے ہم

اگرچہ ہے شبِ وعدہ وہ آنیوالے ہین آج
مگر ہین شمع کے مانند کچھ اداس سے ہم

جنون کے داورِ محشر سے ہونگے فریادی
اسی دریدہ گریبان پھٹے لباس سے ہم

بتون مین جلوہ ہے کسکا جواب دے عارف
سوال کرتے ہین آج اس خداشناس سے ہم

امید اب بھی ہے آتا ہے کوئی عہد شکن
نہ ٹوٹی مر کے بھی در گذرے ایسی آس سے ہم

کچھ انکو بھی ہے ہمارا خیال پوچھتے ہین
کبھی گمان سے اپنے کبھی قیاس سے ہم

بٹھا دیا جو کہین جا کے ناتوانی نے
پھر ایک دو سے اُٹھینگے نہ سو پچاس سے ہم

ہماری وصل کی بھی رات ہائے یون گذرے
ادھر وہ شوخ ہے چُپ چُپ ادھر اداس سے ہم

جلال دل کی تڑپ یون ہین دور ہو شاید
اُٹھائے دیتے ہین لو انکو اپنے پاس سے ہم

لاخوب سا قاتل اسے لپٹا لین گلے ہم
خنجر ترا کرتا ہے اشارے کہ چلے ہم

مل مل کے نہ کیون روئین بہت دل کے گلے ہم
دل کا کہین آنا کہے دیتا ہے چلے ہم

بیٹھے ترے کوچے مین تو مر کر بھی نہ اُٹھے
ہل چل نے بہت حشر کی ٹالا نہ ٹلے ہم

پامال اسے کیا ہمکو دکھا کر نہ کروگے
دل دے کے چلے جائینگے بے ہاتھ ملے ہم

پھونچا جو شرر اوڑکے کوئی آہ کا اپنی
ساتون فلک اکبار پکارے کہ جلے ہم

دیکھو ہمین بد کہتے ہو اچھا نہین کرتے
ہر طرح تمھارے ہین بُرے ہین کہ بھلے ہم

ٹھکرا کے وہ ظالم جو چلا دل نے صدا دی
لو ملتے ہین یون خاک مین نازونکے پلے ہم

کیا جائینگی اوپر ہی سے اوپر وہ ادائین
پھرتے جنھین پاتے ہین ان آنکھونکے تلے ہم

کہتا ہے کسی اُبھری ہوئی گات کا جوبن
ڈھلتا رہا سینے سے دوپٹا نہ ڈھلے ہم

ارمان ترے وصل کا بولا یہ نکل کر
کیا یارون کو سینے مین شبِ وصل کھلے ہم

بھر آئی کہین آنکھ تو بولے مرے آنسو
اب تھمتے ہین کب ضبط کے تھامے سے چلے ہم

ایسا نہ کوئی تھا جسے دلسوز بناتے
کیا داغون سے اپنی شبِ فرقت مین جلے ہم

آمادہ اُسے کرہی دیا ذبح پر اپنے
دشمن کو لگا لینگے جلال آج گلے ہم

ردیف نون

انتظار اسکا جو ہم آٹھ پہر کرتے ہین
ہوئے قربان بھی یہان کارِ نظر کرتے ہین

شکوے ہی کر کے شبِ وصل سحر کرتے ہین
یون بھی ارمان بھرے رات بسر کرتے ہین

کہتے ہین آتے ہین ہم ہوش سنبھالو اپنے
بیخبر کرنے کی پہلے سے خبر کرتے ہین

قہقہے تم جو لگاتے ہو مرے نالونپر
وہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی کچھ اثر کرتے ہین

رحم بھی چاہیے او دل کے ستانیوالے
صبر بھی دیتے ہین بے صبر اگر کرتے ہین

اک پریزاد بھی ہمسے تو مسخر نہ ہوا
حورین ملتی ہین وہ کردار بشر کرتے ہین

آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو
ضبط ہر چند مرے زخم جگر کرتے ہین

دیکھنا اسکا ہے گو سب سے ملے بزم مین آنکھ
کہ اشارے وہ کنکھیون سے کدہر کرتے ہین

دل کو برباد کیا رہ گئے تو آنکھونکو خراب
کہین یہ خانہ بر انداز بھی گھر کرتے ہین

غیر ان اشکونکو پونچھے یہ گوارا ہے کسے
آپ غم مین مرے کیون آنکھہ کو تر کرتے ہین

مجھسے سیدھا مری تقدیر کو ہو لینے دو
پھر بتا دونگا کہ یون ترچھی نظر کرتے ہین

فرقت غیر کی اک شب نہین کٹتی تمسے
اُن سے پوچھو جو یون عمر بسر کرتے ہین

تیرے غماز ترے نالۂ دل ہی ہین جلال
کہ ادھر کی یہی کمبخت ادھر کرتے ہین

محبت مین ہین شاکی بخت کے دل اور ہم دونون
کبھی اپنی جگہہ تنہا کبھی ہو کر بہم دونون

عنایت دل جگر پر کرتے ہین درد و الم دونون
فراق یار مین فرماتے ہین اکثر کرم دونون

دل آیا ہی تری اُٹھتی جوانی اُبھرے جوبن پر
اکیلے پر نہین معلوم ڈھائین کیا ستم دونون

کلیجا ہو کہ دل خواہان ہے کچھہ تیری نشانی کا
طلب کرتے ہین بس اے عشق ایک اک داغ غم دونون

قضا سے جان اگر چھوٹی مری لیگی ادا اسکی
اسی کی لے چکے ہین آج دونون سے قسم دونون کی

کسی کے تل جو کاجل کے مری نظرون مین پھرتے ہین
کچھہ اپنی دونون آنکھون سے نہین مجکو یہ کم دونون

وہ تمکو دیکھنے آتے ہین یہ مژدہ دیا آکر
ترے قاصد کے میری دونون آنکھون پر قدم دونون

اگر مٹجائے دل پروا نہین غم ہے تو یہ غم ہے
رہینگے کسکے ہو کر پھر ترے درد و الم دونون

جلال آنکھین مری کہتی ہین اُس ظالم کی محفل مین
نکلوائے گئے آخر اسی قابل تھے ہم دونون

دل یاد دلا کر انھین کچھہ رات کی باتین
کیا چھیڑتا ہے دیکھیے بد ذات کی باتین

ہر بات پر آمادہ تکرار ہے وہ شوخ
ہم سمجھے یہ ہین ترک ملاقات کی باتین

مشہور بہت کچھہ ہے جو بگڑی ہے کسی سے
لو بن گئی ہین سیکڑون اک بات کی باتین

وہ جذب دکھاؤ کہ اسے کھینچ بلاؤ
ہان حضرت دل یہ ہین کرامات کی باتین

دل پیچ سے زلفون کے نکل آئے کسی طرح
اسکو بھی سکھا دیجیے کچھ گھات کی باتین

سب جور بھلا دینگی شب وعدہ ستمگر
ہمکو یہ ترے لطف و عنایات کی باتین

باتین تری تصویر سے کرتا ہون مین پہرون
کیا ہوتی ہین پھر اور مدارات کی باتین

کیون چپ ہین ہم اسوقت یہ یاد انکی نہ پوچھے
کچھ دل سے ہین اس ابھری ہوئی گات کی باتین

منہ سے ہی نہین بولتے تم صبح شب وصل
اللہ وہ سب بھول گئے رات کی باتین

واعظ کی سنون کیا مرے کانون مین پڑی ہین
اے شیخ بہت پیر خرابات کی باتین

باتین ہین جلال اسکی غم ہجر سے دن رات
کیا خوب ہین عشاق خوش اوقات کی باتین

غم ہی کو چھیڑے دل ناشاد مین
کچھ تو شوخی ہو کسی کی یاد مین

چپ ہوئے ہین یون تمھاری یاد مین
آہ کا عالم ہے اب فریاد مین

جو ستم ہے لطف سے خالی نہین
کیا سلیقہ ہے تمھین بیداد مین

سنکے میری اب تو کہتا ہے کوئی
درد ہے کمبخت کی فریاد مین

کھینچکر خنجر وہ مجہپر رہگیا
رحم کا جوہر نہین جلاد مین

دونون وہ شرمائی آنکھین ایک ہین
شوخیون کی طرز کے ایجاد مین

آہ بلبل نے قفس پھونکا تو کیا
آگ لگتی خانۂ صیاد مین

دل کا ان نظرون سے گرنا قہر ہے
کب سنبھل سکتا ہے اس افتاد مین

بھولے بیٹھے ہو سب انداز جفا
آج ہو کس باوفا کی یاد مین

میرے دل سا بیوفا کب ہے وہ شوخ
فرق ہے شاگرد مین استاد مین

دوست کو بھی دشمنو کر لو شریک
میرے مرنے کی مبارکباد مین

دل مین بستے ہین مرے کچھ خوبرو
حسن کا بھی گھر ہے عشق آباد مین

عشق بت مین ترکِ ذکرِ حق جلال
کسکو بھولے واہ کسکی یاد مین

کیون ہے تو مجھسے دوست کا دشمن
او جفا دوست اے وفا دشمن

غیر دشمن نہ دلربا دشمن
دل ہی میرا ہے بس مرا دشمن

نہین تیرا مرے سوا کوئی دوست
نہین میرا ترے سوا دشمن

کون ملتا ہے دل کو جب پوچھا
دوست بولا یہ آپ کا دشمن

سبھی اُس بت کے عشق مین ہین عدو
ہان فقط اک نہین خدا دشمن

کچھ نہ ملنا ہی اُس سے بہتر تھا
ملکے سمجھے کہ دوست تھا دشمن

مجھسے سن سُنکے خوبیان اُسکی
دوست ناصح سا ہو گیا دشمن

یون کسی پر مرے کوئی کہ کہین
آفرین دوست مرحبا دشمن

چشم حسرت سے دیکھہ کر ہنسے
دوست کو خود بنا لیا دشمن

مسلک اپنا ہے دوستی کرنا
کوئی ہو اسمین دوست یا دشمن

مہربان دوست ہے جلال اگر
پھر ہمارا کریگا کیا دشمن

لیکے دل کیا ہمین جز غم وہ دیے جاتے ہین
پوچھہ لو جا کے اُنھین سے وہ لیے جاتے ہین

لوگ قتل آپ ہی ہونے کے لیے جاتے ہین
اور قاتل کو بھی بدنام کیے جاتے ہین

کام دیسکتا ہی دل کا کہین داغ حسرت
کیا لیے جاتے ہین کیا آپ دیے جاتے ہین

آستینون کا لہو خود ہی نہو دامنگیر
ناحق اک شخص کا وہ خون کیے جاتے ہین

سب ہین مینوش تری بزم مین لیکن ساقی
ہم کچھہ آنسو ہین کہ آنکھو نمین پیے جاتے ہین

شوق سے دستِ جنون کپڑے ہمارے پھاڑے
کچھہ سیئے رکھے ہین کچھہ اور سیئے جاتے ہین

زندگانی سے تو مدت ہوئی مایوس ہوے
ہان اک امید پر اے یاس جیئے جاتے ہین

مین جو کہتا ہون تمھین لیگئے دل کہتے ہین وہ
دیکھیے میرا ہی نام آپ لیے جاتے ہین

تم بھی کہتے ہو نہین دردِ جگر کا درمان
لو قدح زہر کا ہم آج پیے جاتے ہین

دوست بیرحم ہمین ذبح کرے یا نہ کرے
دشمن اپنی تو چھری تیز کیے جاتے ہین

پھیرنا دل کا مرے حق مین کچھ اچھا نہوا
جان کا روگ مجھے آپ دیے جاتے ہین

لے کے دل چل دیے دم بھی نہ نکلتے دیکھا
دیکھو منہ پھیرے وہ خود مطلبیے جاتے ہین

تیز دستی سے حسینون کی جو پھٹتے ہین جلالؔ
کہین ایسے بھی گریبان سیے جاتے ہین

آہ کا دلسوز ہون حسرت کے غمخوار و نہین ہون
دوست تنہائی کا ہون وحشت کے مین یار و نہین ہون

تم کہو بیباک ہو ہو کر جفا کارون مین ہون
مین تو یہ بھی کہتے ڈرتا ہون وفادار و نہین ہون

وا ہین کچھ کچھ دونون آنکھین واہ رے اندازِ خواب
نیند بھی اُس مست کی کہتی ہے ہشیار و نہین ہون

کون اُٹھواتا ہے دیکھون اُنکی محفل سے مجھے
ناز اسپر ہے کہ اُنکے ناز بردار و نہین ہون

دل بھی جب اُنکی طرف سے بولنے لگتا ہے کچھ
بیکسی کہتی ہے مین تیرے طرفدار و نہین ہون

جسکو ہو آزارِ عشق چشم چھپتا ہے کہین
دیکھ لو صورت نہ اچھو نہین نہ بیمار و نہین ہون

لے تو لے دل کو اداؤن سے وہ دزدیدہ نگاہ
ہان جو کچھ اُسکو بھی دعوی ہے کہ عیار و نہین ہون

دم مرا کہتا ہے لے نکلون گا اکدن اپنے ساتھ
مین تمھاری حسرتِ دل کے مددگار و نہین ہون

اُس سے اے دل جا لپٹنا کہہ کے گستاخی معاف
اور پھر یہ عذر بھی تیرے گنہگار و نہین ہون

اُبھری محرم اُٹھتے جوبن کو تمھارے دیکھ کر
دیر سے ششدر ہے دل کس کا مین اِن چار و نہین ہون

چارہ گر مین کیا کہون کہتا ہے خود میرا مرض
لا دوا ہے نام جسکا مین اُن آزار و نہین ہون

دل یہ کہتا ہے ہمارا کیون نہ اِترایا پھرون
لاڈلا عاشق کا ہون معشوق کے پیار و نہین ہون

تو سہی شانِ کریمی دیکھ کر اُسکی جلالؔ
بیگناہی بھی پکاری مین گنہگار و نہین ہون

ڈھونڈھتے ہین دلِ گم گشتہ کو ہین تو دونون
میری نظرین ہین پریشان ترے گیسو دونون

ایک آفت ہین تری نیند بھری آنکھین بھی
سامری کے ہین جگائے ہوے جادو دونون

وار چلتا ہے نگہ سے تری پہلے انکا
بڑھ چلکے آنکھون سے بھی چالاک ہین ابرو دونون

دے کے لینا بھی برا دل اُسے دینا بھی برا
یہ تو اچھے نظر آتے نہین پہلو دونون

اِنکے زیور کی پھبن چھینے لیے جاتی ہے دل
کیا دو بہتیان ہین ترے ساعد و بازو دونون

دل ہی سینہ سے نہ دم تن سے نکلنے پایا
رات بھر ہجر مین ڈھونڈھا کیے قابو دونون

نالہ کش دل ہی تھا عشق مین آنکھین بھی مری
اپنی تقدیر کو روتی رہین یکسو دونون

دیکھیے نبھتی ہے کسطرح خدا خیر کرے
ڈر یہی ہے دل و دلدار ہین بدخو دونون

گل و بلبل کا نہ جمتا کبھی گلشن مین یہ رنگ
کچھ نہ کچھ رکھتے ہین میری تری خو بو دونون

حال پر ہے متاسف مرے دشمن ہو کہ دوست
دیکھ کر آنکھون مین بھر لاتے ہین آنسو دونون

فکر پابوسیِ جانان مین سجھاتے ہین یہان
لاکھ پہلو سے خم گشتہ کو زانو دونون

ناتوانی کا ہی کچھ بل انھین کچھ ضعف کا زور
عاشقون کے ہین یہی قوتِ بازو دونون

روزِ فرقت ہو کہ اپنی شبِ ہجران ہو جلال
ایک ہی سے نظر آتے ہین سیہ رو دونون

نالہ کرنا دلِ حزین نہ کہین
چٹکیان لے وہ نازنین نہ کہین

اُس جفا پیشہ کو وفا کا مری
ڈر ہے آ جائے کچھ یقین نہ کہین

بیٹھے بیٹھے اِس اپنے رونے پر
ہنس پڑے کوئی ہمنشین نہ کہین

کسکی محشر مین ہم کرین فریاد
داورِ حشر ہو تمھین نہ کہین

دم جب آوگے تم تو نکلے گا
خود ٹھہر جائے گا کہین نہ کہین

میرے دل سے نکل کے کچھ پھانسین
پھر اُس آرام سے رہین نہ کہین

قاصد اُسنے جو مجھکو لکھا ہے
رہ گیا ہو وہ خط وہین نہ کہین

منحصر لطفِ وصل اسی مین ہین
بھولنا ہان یہ تم نہین نہ کہین

کیون چھپاتا ہے اُسکو آنکھون سے
بدگمان دل سے ہون ہمین نہ کہین

جان لے غیر کی بھی میرے بعد
کوئی کہہ کر صد آفرین نہ کہین

ہاے چند اپنی خواہشین اُن سے
نزع مین بھی نہ کہنی تھین نہ کہین

نگہِ شوق یاس سے اُسکو
دیکھنا وقتِ واپسین نہ کہین

اُف نکرنا کہ تیری چُپ کی جلال
داد ملجائیگی کہین نہ کہین

کرشمے لاکھہ آنکی ہر ادا مین
ہزارون شوخیان ہین اک حیا مین

کسی کی شوخیان دیکھین حیا مین
کہ تجھکو اور دلِ بیتاب تھا مین

صنم کی بے نیازی کہہ رہی ہے
نہین کچھ فرق بندہ مین خدا مین

بہت پچھتائے اک بیدرد کو ہم
جگہ دے کر دلِ درد آشنا مین

ہم آدھے رہ گئے گواے غمِ ہجر
مگر کیا غم کہ پورے ہین وفا مین

کمی کرتا ہے تڑپانے مین کیون شوق
ابھی طاقت بہت ہے دست و پا مین

مین جی جاتا جو وہ کہتے کہ مرجائے
بھلا ہوتا مرا اس بد دعا مین

مرا دل اب نہ لے کر بھولیے گا
گرہ دے لیجیے زلفِ رسا مین

دکھائے کوئی آئینہ تمھین کیا
رہو تم محو بس ناز و ادا مین

ہمین دیتی نہین دل کی تڑپ چین
اسی آفت نے ڈالا ہے بلا مین

ہمین کہتا ہے زاہد توسیہ کار
گری بجلی نہ تجھپر اس گھٹا مین

جلال اپنی تمنائین تھین جتنی
وہ سب بر آئین ترکِ مدعا مین

جب نئی طرزِ ستم کوئی وہ ایجاد کرین
یاد رکھین کسی بھولے ہوے کو یاد کرین

قتل ہی آپ کرین یا ہمین آزاد کرین
دائم الحبس محبت کی کچھ امداد کرین

بخت بد دل کی خوشی کا کوئی پہلو تو نکال
کہکے ناشاد ہی ہمکو وہ کبھی شاد کرین

حضرت دل تو یہ فرماتے ہین دو عشق ہین جان
آپکی اسمین ہو جو رائے وہ ارشاد کرین

ہمنے لکھا ہے اُسے خاک مین ملنا اپنا
خط کو چھوئیگے نہ صبا کے کہین برباد کرین

بُت سی مینے بھی تو مانا اُنکو بنایا ہے خدا
وہی کچھ میری نہ اللہ سے فریاد کرین

حسرت ذبح نے برسون ہمین تڑپایا ہے
کوئی دم چین تہ زانوِ جلاد کرین

کھینچی بھی کیون کوئی تصویر کہ صدمے کھینچے
توبہ اس کام ہی سے مانی و بہزاد کرین

دل ویران مین تو خاک اوڑتی رہیگی یونہین
آپ پہلو کو نکل کر مرے آباد کرین

دیکھین تو بھاگ نکلتی ہین جفائین کہ وفا
ہم اُٹھاتے ہین ستم وہ ستم ایجاد کرین

بھول جانے کی کسی بت سے شکایت کبتک
اے جلال اس سے خدا ہی کو نہ ہم یاد کرین

کہا جو دل نے ترے جان نثار ہم بھی ہین
پکاری جان کہ حاضر تو یار ہم بھی ہین

زرا تو ہجر مین لے چین او دل بیتاب
ارے خیال تو کر بیقرار ہم بھی ہین

نگاہِ یار جو پھرتی ہے جلد جلد اس سے
جتا دے دل بھی کہ بے اعتبار ہم بھی ہین

نگہ کے تیر سے برچھی فقرہ کی کہتی ہے
زرا سی چھیڑ مین سینون کے پار ہم بھی ہین

جو پوچھتا ہون رہ کوئے یار کہتے ہین خضر
تمھین نہین ہو غریب الدیار ہم بھی ہین

پکاری آرزوے دل چلی جو جسم سے جان
ہمین بھی لے نکل امیدوار ہم بھی ہین

بتون کے عشق مین عزت ہماری رکھہ لینا
ذلیل بندون مین پروردگار ہم بھی ہین

پیادہ چلیے نہ ہمراہ نعش دور ہے قبر
سوار آپ بھی ہولین سوار ہم بھی ہین

نیاز مند قلق ہی نہین ہے دل کا جلال
تڑپ کا قول ہے خدمتگذار ہم بھی ہین

سجاتے ہین تمھین الزام سے تمپر جو مرتے ہین
ادا پر جان دیتے ہین قضا کا نام کرتے ہین

کبھی کھلجاتا ہے جوڑا کبھی گیسو بکھرتے ہین
وہ میرے سوگ کے پردے مین بھی کیا کیا سنورتے ہین

نپوچھو زندگی کے دن گذرتے ہین یہان کیونکر
خدا تمکو سلامت رکھے ہم بے موت مرتے ہین

اُٹھاتا ہی کوئی دل وے کے یون بھی رشک کے صدمے
ہم اُنپر جان دیتے ہین وہ دل کو پیار کرتے ہین

کہین سجدے کو بھی یہ بت تو ہم اللہ جُھکجاتے ہین
خدا کا ڈر نہین اتنا جو کچھہ بندون سے ڈرتے ہین

دئے جاین وہ ہمکو گالیان جھوٹا کہے جاین
ہماری تو یہ خو ہے بوسے لے لے کر مکرتے ہین

کبھی بندھوا ہین اگر بند ہمسے اپنی محرم کی
بتا دین ان حسینونکو کہ یون سینے اُبھرتے ہین

دوپٹا ہی سہی کوئی کفن اپنا بناتے کو
جو اُنپر مرنے والے ہین کچھہ اُنسے لے ہی مرتے ہین

اُٹھاؤ در سے لاکھہ اپنے جلال اُٹھتا ہی کب مر کر
تمھارے ناز اُٹھانے والے تمپر ناز کرتے ہین

درد ہی صبح تک جگر مین نہین
یا ہمین آج رات بھر مین نہین

جیسے اوجھل ہین سرمہ گین آنکھین
خاک حسرت بھری نظر مین نہین

کیا اگر آنسوون مین خون آیا
رنگ ہی انکے جب اثر مین نہین

سجتے چار آنکھہ آکے حشر مین ہو
وہ ڈھٹائی مرے نڈر مین نہین

کس سے پوچھین جواب خط لایا
ہان کی عادت ہی نامہ بر مین نہین

صبح ہوتے ندیکھی اے شب ہجر
کیا سفیدی تری سحر مین نہین

روتی تقدیر پر ہنسے دل کی
زخم ایسا کوئی جگر مین نہین

کون آیا ہے کیا خبر اسکو
ہوش ہی تیرے بیخبر مین نہین

یاد اُنھین بزم غیر کی ہے جلال
آئے ہین پھر ہمارے گھر مین نہین

دل کے پہلو مین دل و دلدار دور رہتے نہین
مشفق ہو کر غریب آزار دور رہتے نہین

دل ہو یا دلبر یہ بنکر یار دور رہتے نہین
ایک کے ہو کر بھی عیار دور رہتے نہین

جاگزین دل مین ہوا ہی کیون اُن آنکھون کا خیال
ایک گھر مین اک جگہہ بیمار دور رہتے نہین

ایک دل کو تھامے رہتا ہے جگر کو دوسرا
ہاتھ عاشق کے کبھی بیکار دور رہتے نہین

دیکھ لیتے ہین جدھر وہ اک نگاہِ مست سے
لاکھ ذی ہوشون مین پھر ہشیار دور رہتے نہین

درد بھی اُسکا رہا ہے میرے جگر مین داغ بھی
ایک ایذا کش کے کیا غمخوار دور رہتے نہین

عشق گو کافر بنا دیتا ہے مومن کو مگر
اک گلے مین سبحہ و زنار دور رہتے نہین

کھو لیتے ہین دفتر اک ظالم کے شکوون کا عبث
بند کیون میرے لبِ اظہار دور رہتے نہین

دل ہو یا دلبر ہر اک ایذا رسان ہے عشق مین
ایک کے یون درپئے آزار دور رہتے نہین

دل سے ارمانون مین بھی اتفاقی ہے یہ کچھ
رہنے پر راضی اگر ہین چار دور رہتے نہین

طور موسیٰ دیکھ کر کیون تجھکو جلتا ہے جلال
ایک کی کیا طالبِ دیدار دور رہتے نہین

ردیف واو

دلِ وحشی کو مرے ہوش مین لاتے کیون ہو
اور دیوانہ کو دیوانہ بناتے کیون ہو

فیصلہ ہی نہین منظور تو آتے کیون ہو
دیکھ لو دم بھی نکلتے ابھی جاتے کیون ہو

چٹکیان لینے کا شکوہ جو کبھی کر بیٹھے
بول اُٹھا دل اُسے پہلو مین بٹھاتے کیون ہو

کچھ تو منہ سے کہو قصد اے جگر و دل کیا ہے
آج منہ کو مرے رہ رہ کے تم آتے کیون ہو

دل مین گھر کرنے سے انکار ہے رہ کر دل مین
دیکھو دیوار تم آنکھون پر اٹھاتے کیون ہو

کیا یہ منظور ہے مر جائین گلا کاٹ کے خود
آج اُٹھ اُٹھ کے گلے ہمکو لگاتے کیون ہو

بدگمانی مری کہتی ہے کہ پچھتاؤ گے
بھید ہمراز کو بھی دل کا بتاتے کیون ہو

آنسوؤ آنکھ سے گر گر مری تم فرقت مین
آبرو خاک مین الفت کی ملاتے کیون ہو

کھولکر آنکھ وہ جلوہ جو نہین دیکھتے ہم
ہوش کہتا ہے کہ تم ہوش مین آتے کیون ہو

کسکا دل ہاتون مین رکھہ کر ابھی جوڑا باندھا
ہوے سر کھولنے کے سر کو چھپاتے کیون ہو

وہ ستم بھی ہے ستم کوئی جو کچھہ لطف نہ دے
جب ستانا نہین آتا تو ستاتے کیون ہو

بخت کہتا ہی مرا عشق مین کو سو دل کو
مجھسے مطلب مجھے کمبخت بناتے کیون ہو

شوق کہتا ہے مرا پردہ نشینون سے جلال
خود ہی اٹھہ جائیگا تم پردہ اٹھاتے کیون ہو

دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو
کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو

عاشق کی جلد کوئی دعا مستجاب ہو
یا کام ہی تمام ہو یا کامیاب ہو

کیا اسکا شکوہ یار سے لایا نہ تو جواب
قاصد مرا سوال ہی جب لاجواب ہو

ابتک ہے یاد آکے وہ رہنا نگاہ مین
آنکھون کو بھولتے ہی نہین تم وہ خواب ہو

جلوت کے سارے لطف مبارک رقیب کو
خلوت ہو مین ہون اور تمھارا عتاب ہو

غمخوار بھی ہو حضرت دل جان نثار بھی
سب کچھہ ہو جان کا مری لیکن عذاب ہو

غیرون کو تو پلائی ہے ہمپر چھڑک ہی دے
ساقی بچی کھچی جو سبو مین شراب ہو

یون تمکو پا کے مین ہون ز خود رفتہ تو بھی
تم بھی مری تلاش مین برسون خراب ہو

ایسے گئے کہ پھر نہ ادھر آئے تم کبھی
کیا میری عمر رفتہ ہو میری شباب ہو

وہ کیون نہ عاشقون مین ہو مشہور خوش نصیب
کمبخت انکی بزم مین جسکا خطاب ہو

کوشش کرے کچھہ ایسی کہ اک بت ہو ہمسے رام
کوئی خدا پرست ہی صرف ثواب ہو

منہ ڈھانکتے ہو کیون مری میت پر آکے تم
آنکھین ہین بند شوق سے اب کیا حجاب ہو

دل ہی کسی کے عشق مین اپنا الٹ گیا
کچھہ ڈر نہین ہے کیسا ہی اب انقلاب ہو

انکی طرف سے غیر نے لکھا ہے کچھہ مجھے
ایسا نہو کہین مرے خط کا جواب ہو

احسان تمھارا وصل کی شب دیدہ ہا شوق
بچھکر جو تم کسی کے لیے فرش خواب ہو

روز سیاہ ہجر کی اللہ رے تیرگی
ڈھونڈھون چراغ لیکے یہ گم آفتاب ہو

دل میرا لا دو دے بھی جکو بلکہ اُسکے ساتھ
ایسا ہی دل اک اور اگر دستیاب ہو

تم آکے بار بار ہمین دو تسلیان ؒ
دینا ہو اور یہ دل پُر اضطراب ہو

کوچہ سے اُس صنم کے نکالا گیا جلال ؒ
تقدیر ہی مین تھا کہ خدائی خراب ہو

دلِ گم گشتہ سے ہے اتنی شکایت ہمکو
کھو دیا آپ نے دنیا ہی سے حضرت ہمکو

تمکو اک روز دکھا دینگے کہ یون مرتے ہین
حضرتِ عشق نے چھوڑا جو سلامت ہمکو

بزم مین مجھسے وہ کہنا کسی بدبد کا ہائے
دیکھتا کیون ہے کنکھیون سے بحسرت ہمکو

آئی جس بت پر اُسے طرفہ بتائی شوخی
دی ہے اللہ نے وہ شوخ طبیعت ہمکو

دلِ بیتاب کسی طرح نہ اب ٹھہریگا
دے گئے ہین وہ تسلّی دمِ رخصت ہمکو ؒ

مرکے بھی ہم ترے در سے نہین اُٹھنے والے
دیکھین تو کیونکر اُٹھاتی ہے قیامت ہمکو

آکے گردش مین ہوا کیا تجھے حاصل اے بخت
دیکھ آرام نہ تجکو ہے نہ راحت ہمکو

فاتحہ پڑھنے وہ گل آئے تو ہنستا آئے
رو چکی رات کو شمع سرِ تربت ہمکو

اُسکی تصویر سے بھی ہجر مین یہ باتین ہین
وصل کی تو ہی بتا دے کوئی صورت ہمکو

جتنا ہوتا ہے عداوت کا ادھر سے اظہار
اُتنی ہی ہوتی ہے اور اُنسے محبت ہمکو

کہتے ہین بوسہ نہ مانگا کرو تم ہمسے جلال ؒ
گالیان دینے کی ہو جائیگی عادت ہمکو ؒ

وہ سر کاٹے ہمارا بخت یاور ہو تو ایسا ہو
وہی پھر رکھ لے زانو پر مقدر ہو تو ایسا ہو

نہ در گذرے وفا سے ہم نہ باز آئے جفا سے تم
ستمکش ہو تو ایسا ہو ستمگر ہو تو ایسا ہو

زرا لوہا نہ مانا بسملون کی سخت جانی کا
جو قاتل ہو تو ایسا ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

کہین بُت بھی الٰہی رحم کر دے حالِ عاشق پر
ترس آجائے بیرحمون کو مضطر ہو تو ایسا ہو

کوئی مانگے نہ مانگے ہم دیے دیتے ہین جان اپنی
لگا کر دل کہین جینا جو دوبھر ہو تو ایسا ہو

ادھر کچھ دیکھ کر وہ سنگدل اوروں سے کہتا ہے
کلیجا آدمی کا دیکھو پتھر ہو تو ایسا ہو

ستم بھی کر نہیں سکتے وہ ہم پر خوفِ دشمن سے
کسی سے جو نہ ڈرتا ہو اُسے ڈر ہو تو ایسا ہو

سب ارمان اُنکے دل کے میرے دلمین رہکے آئی
مبارک دیکھو صاحبخانہ کو گھر ہو تو ایسا ہو

کیا اُن خشمگین نظرون سے کچھ دل نے نہ اندیشہ
نہ جھپکی آنکھ شیرون سے دلاور ہو تو ایسا ہو

جگر کا خون کرکے چھپ رہی ہین واہ کیا دلمین
نکلتے ہی نہین آنسو مرے ڈر ہو تو ایسا ہو

سرِ افتادہ کو تیرے جلال آ گر وہ ٹھکرائین
زہے خوش طالعی تیری مقدر ہو تو ایسا ہو

دردِ دل کا ہے ترقی پر اگر ہونے دو
جاؤ تم حال مرا نوعِ دگر ہونے دو

غیر پر ہے جو توجہ کی نظر ہونے دو
دیکھ لونگا مین اُن آنکھونکو ادھر ہونے دو

نیند عاشق کے نصیبون کی کہان مر کر بھی
سوتے فتنون کو زرا اِسکی خبر ہونے دو

جوش گریہ کی ہے تاکید مرے آنسوون کو
تمکو رُکنے سے غرض خونِ جگر ہونے دو

دل ہجومِ نگہِ شوق سے کہتا ہے مرا
تا رخِ یار ہمارا ابھی گذر ہونے دو

ہمسے بھی بزم مین ملتی رہین دونون آنکھین
انمین تم خانہ خرابون کا بھی گھر ہونے دو

کچھ شرارت کی سزا وصل ہی مین دلکو ملے
اُن سے اچھا ہے آمادہ شر ہونے دو

سنکے چپ آج ہوئے روٹھینگے کل جھجکے وہ
تھوڑا تھوڑا مرے نالون کا اثر ہونے دو

دی تو دو ہاتھ مین تم ہاتھ ابھی پھسلتے ہین ساتھ
اُٹھنے دینے کی جو مانع ہے کمر ہونے دو

کچھ اشارے دلِ بیتاب سی عاشق کی رہین
اور آنکھون کو ابھی شوخ نظر ہونے دو

یہی بہتر کہ ہماری نہ سنے داورِ حشر
ہم تو ڈرتے ہین بہت اُنکو نڈر ہونے دو

ہائے کہنا شبِ وصل اُنکا تسلّی کو مری
شام کیا پھر نہین آئیگی سحر ہونے دو

گفتگو ہی کسی بیدید سے کچھ حضرتِ دل
تم اِدھر ہی رہو آنکھون کو اُدھر ہونے دو

لڑ کے تقدیر سے شب بھر مری خواہش بولی
اور یوہین کوئی دو چار پہر ہونے دو

ہم جو گھبرائے شبِ ہجر کی تنہائی سے
غم پکارا کہ بلاؤن کو خبر ہونے دو

تم عداوت کو بھی عاشق کی چھپاؤ اُس سے
دیکھو اسیر تو نہ دشمن کی نظر ہونے دو

گھس گئے ناخنِ غم فکر ہے کیا اسکی جلال
کہین اچھا تو کوئی زخم جگر ہونے دو

بہت نہ اُس صنم بیوفا کو یاد کرو
کبھی تو حضرت دل تم خدا کو یاد کرو

اسیطرح کبھی اک باوفا کو یاد کرو
کہ بھول جاؤ تغافل جفا کو یاد کرو

بلا سے کوئی جفا کش جو مٹ گیا مٹ جائے
چلو بس اب نہ کسی کی وفا کو یاد کرو

وہ بھول کر بھی شبِ ہجر مین نہین آتی
ہزار اجل کو پکارو قضا کو یاد کرو

جو دل کو بھول گئے ہو ہمارے تم لیکر
تو جس سے لے گئے تھے اُس ادا کو یاد کرو

بُرائیان یہ دل مبتلا کی کہتی ہین خود
بھُلا دو تم بھی نہ اُس بد بلا کو یاد کرو

کہے کوئی تمھین نا آشنا نہ پھر بیدرد
جو بھول کر کسی درد آشنا کو یاد کرو

یہ ہمسے صبح شبِ وصل شوخیان کیسی
اُس اپنی رات کی شرم و حیا کو یاد کرو

پکارا دل جو مین بھولے سے سو گیا شب وصل
اُٹھو وہ راتون کا اُٹھنا دعا کو یاد کرو

وہ کہتے ہین جب اُٹھے انتہا کا سینہ مین درد
مرے شباب کی تم ابتدا کو یاد کرو

کسی کے لطف نے یون سب بھلا دئے ہین تم
کہ یاد آتی نہین جس جفا کو یاد کرو

جب اے صنم ترے ملنے سے یاس ہوتی ہے
امید کہتی ہے ہمسے خدا کو یاد کرو

جو چاہتے ہو کہ دنیا کے غم غلط ہو جائین
جلال واقعہ کربلا کو یاد کرو

جگر مین دل مین سینے مین جہان ہو
ترقی تیری اے درد نہان ہو

محبت یون کسی کی کردے خود گم
پکارے بیخودی بھی تم کہان ہو

لبون پر اسلیے جان آگئی ہے
کہ میرا دل سے پہلے امتحان ہو

وہ پورا جان نثاری مین ہو گیا خاک ۔ تمھارے عشق مین جو نیم جان ہو
خوشا طالع کہ میرا غم کرے دوست ۔ یہ مرنا کیون نصیب دشمنان ہو
اثر دیکھو گے کیا نالون کا میرے ۔ ابھی ہٹ جاؤ زیر آسمان ہو
ترا خانہ خراب او نقش الفت ۔ مٹا چک ہمکو یا خود بے نشان ہو
مرا درد اوس سے جا کر حضرت دل ۔ کہو گے کچھ تمھین گو بے زبان ہو
جگر کے داغ کہتے ہو دکھا دو ۔ نہایت دلجلون پر مہربان ہو
اٹھائے مجھکو تو جب مین پکارا ۔ اجل بولی کہ بیٹھو ناتوان ہو
جہانتک چپ سے نکلے عشق مین کام ۔ بلا شرمندہ آہ و فغان ہو
دعا کوئے صنم مین ہے پس مرگ ۔ کہ اپنا حشر بھی یا رب یہان ہو

رہے جو دل مین آنکھہ اوسکو نہ دیکھے
جلال اللہ کتنے بدگمان ہو

ردیف ہائے ہوز

ہماری قبر کو ٹھکراؤ یار آہستہ آہستہ ۔ مٹاؤ مرقدون کا تم مزار آہستہ آہستہ
ہزار اٹھہ کر چلے اپنا غبار آہستہ آہستہ ۔ پہونچ ہی جائیگا تا کوے یار آہستہ آہستہ
پڑے ہم دیکھتے ہین چپکے چپکے اپنی آنکھون سے ۔ نکلنا دم کا روز انتظار آہستہ آہستہ
خدا شاہد ہے لپٹایا نتھا ہمنے بزور اسکو ۔ ہمین بھی رنج فرقت دے فشار آہستہ آہستہ
کبھی ساتھ اپنے کوئی نالہ دل سے ہی نکلے گا ۔ لبون تک آ تو جائے جان زار آہستہ آہستہ
کسی گل کی ہمین گلگشت کا یاد آگیا عالم ۔ ذرا چلنا پھر اے باد بہار آہستہ آہستہ
جو کھو دیتا ہے جلد اپنے شکیب و صبر الفت نے ۔ وہ دل لیتا ہے اے ہمدم قرار آہستہ آہستہ
زبان وصل کب دیتا ہو وہ گویا سہی اس سے ۔ کہے جاتے ہین کچھ امیدوار آہستہ آہستہ
نپوچھا ہائے اس بیدرد نے اتنا کبھی مجسے ۔ یہ اف کر بیٹھنا کیون باربار آہستہ آہستہ

کہین رہ رکھے مجبوری پر اپنی اے فلک ہمکو
وہ رونا یاد ہے بے اختیار آہستہ آہستہ

جلال اللہ تیرا تیری سُن لے گا بہر صورت
تہِ دل سے فغان کر یا پکار آہستہ آہستہ

آیا تھا کیون کہین مین دلِ بیوفا کے ساتھ
کمبخت نے خراب کیا مجکو لا کے ساتھ

بیٹھے بٹھائے آئی جو شامت تو آپ ہم
قاصد کو گھر کسی کا بتا آئے جا کے ساتھ

زخمِ جگر مین اپنے بھی ہوتی رہی چمک
شب کو کسی کے خندۂ دندان نما کے ساتھ

ہمسے بناؤ کر کے بگڑنا بھی کیا تمھین
آئینے نے سکھا دیا ناز و ادا کے ساتھ

کیا فائدہ جو مفت وہ بدنام ہوتے ہین
آتے ہین میرے گھر مین تو میری قضا کے ساتھ

ہم پر جو ہو ستم وہ کسی اور پر نہو
اتنی رہے ضرور عنایت جفا کے ساتھ

وعدے کی شب ہے المدد اے اضطرابِ دل
اُٹھ جائین پاے صبر بھی دستِ دعا کے ساتھ

کیا کیا پڑین فراق مین ہمپر مصیبتین
شکوہ کیا بتون کا نہ شکرِ خدا کے ساتھ

راضی ہین خاک کر دے جو اس رہگذر کی چرخ
اچھا مٹین گے بھی تو کسی نقشِ پا کے ساتھ

ہنستا ہی بخت رونے پر اپنے کہ ہے بلند
اک قہقہہ بھی نالۂ دل کی صدا کے ساتھ

سینے مین اب ہمارے دلِ خون شدہ کہان
مدت ہوئی کہ لے گئے آنسو بہا کے ساتھ

آنکھین ہماری ڈھونڈھ رہی ہین وہ انکھڑیان
شوخی جھلک دکھاتی ہے جنمین حیا کے ساتھ

پھنس جائے دل جو زلف مین اُسکی پھنسا جلال
تم کیون بلا مین پڑتے ہو اِس بدبلا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

پھر ہم اُنکے روٹھ جانے پر فدا ہونے لگے
پھر ہمین پیار آگیا جب وہ خفا ہونے لگے

کیون نہ دل اِن بھولی باتون پر فدا ہونے لگے
تھے ابھی برہم ابھی ناز و ادا ہونے لگے

تم تسلی مین نہ کرنا اپنی جانب سے کمی
گو تڑپ اِس سے مرے دل کی سوا ہونے لگے

بند ہو کر جلوہ گاہِ یار میں آنکھیں کھلیں
تجھسے بختِ غیر کے ہم بھی ہیں یارب خواستگار
تو نے آج او بیوفا کیا جانی دنیا دیکھ لی
دیکھتا ہے اُس بتِ کافر کے تو کبر و غرور
دیکھ کر شوخی تمھاری ہم دکھائینگے تڑپ
ناز سے کوئی مرے سر کو جو ٹھکرا کر چلا
خود ہماری نارسائی پر تاسُّف ہے انھیں
دیکھ یہ چالاکیاں اچھی نہیں اے جذبِ دل
وصل کی شب کے ہوں خواہاں تجھسے کیا ہم اے فلک

ہوش جاتے ہی حواس اپنے بجا ہونے لگے
جب کوئی بیگانہ خو کچھ آشنا ہونے لگے
راہ پر آتا چلا عہدِ وفا ہونے لگے
اب تو دعوے خدائی یا خدا ہونے لگے
آج اچھا کچھ تمھیں سے ابتدا ہونے لگے
شکر کے سجدے یہاں پیہم ادا ہونے لگے
لو ہمارے بخت اب کچھ کچھ رسا ہونے لگے
ہمسے وہ ملکر جہاں بیٹھے جدا ہونے لگے
شام سے جب صبح ہونیکی دعا ہونے لگے

یہ کسی کے پیار کرنے کا نتیجہ ہے جلالؔ
جان سے تم اپنی آخر کو خفا ہونے لگے

ہمیں سمجھے بدخواہ دلبر کی خوبی
شبِ ہجرِ دلبر لحد سے ہے بدتر
کہیں جا کے روتا نہ بدنام ہوتا
بُرا کر دیا میرے قاتل سے مجکو
ہمارا بھلا کر گئی عمر بھر کا
ہمیں اچھے سب با وفاؤں میں ٹھہرے

بُرے ٹھہریں اچھے مقدّر کی خوبی
کوئی دیکھے آکر مرے گھر کی خوبی
یہ سب ہے مرے دیدۂ تر کی خوبی
رُکا ہے جو چل کر یہ خنجر کی خوبی
تمھاری شبِ وصل دم بھر کی خوبی
یہ ادنی اسی ہے اُس ستمگر کی خوبی

مرے دل سے تو خوش ہوں وہ مجھسے ناخوش
جلالؔ اپنے اپنے مقدّر کی خوبی

لٹک کے زلفیں جو آڑی ہیں کمر کسی کی لچک رہی ہے
بچھوڑتے ہم قدم جو اُنکے تو ہائے کیوں ایڑیاں رگڑتے

بلا کی آئی ہیں دو گھٹائیں غضب کی بجلی چمک رہی ہے
عبث یہ تقدیر کے ہیں شکوے وہ آپ ہی سر پٹک رہی ہے

ہماری اشکون کو روکتا ہے بھلا اُسے تو ضبط روکے
فراق مین اپنی چشم تر سے جو ایک حسرت ٹپک رہی ہے

کبھی رولا کر ہنسا مقدر کبھی ہوا خندہ زن مین اُسپر
نپوچھو کل شام سے برابر جو دل لگی صبح تک رہی ہے

جب آپ ہی سے ہوا مین باہر تو پھر وہ بے جستجو ملیگا
کہان اُسے ڈھونڈھنے گئی تھی ع بیخودی کیا بہا رہی ہے

کمند دیکھہ آہِ نارسا کی نہ پھونچی تا بام یار اپنا دل
بڑھی نہ عرش برین سے آگے ابھی اسی مین لٹک رہی ہے

حیا نگاہِ ادا مین باقی جو وصل کی شب ہے تھوڑی تھوڑی
وہ آنکھہ مین اُنکی شوخیون کی جلال کیا کیا کھٹک رہی ہے

بیخودی ہے وصل مین بہتر کہ خلوتخانہ ہے
ہوش کو کیا دخل کیون آتا ہے کچھہ دیوانہ ہے

وہ صنم اور اپنے شکوے شان ہے اللہ کی
ہر شکایت پر یہان اک سجدۂ شکرانہ ہے

قصہ خوان ممکن شبِ غم مین نہین ہوتا نہو
پند ناصح ہی سہی وہ بھی تو اک افسانہ ہے

کیا مرے پہلو مین چُپ بیٹھے ہو شرمائے ہوے
چُٹکیان ہی لو کہ یہ بھی نازِ معشوقانہ ہے

دل بُجھا جاتا ہے یہ کیسی شبِ وعدہ ہے آج
شام سے رخصت طلب ہمدم چراغِ خانہ ہے

اسکو کہتے ہین رسائی عشق مین تقدیر کی
یار کی زلفِ پریشان اور اپنا شانہ ہے

جا لپٹ محبوب سے کہتی ہے از خود رفتگی
آج بس اپنا ہے اُس محفل مین جو بیگانہ ہے

عشق مین رشک وحسد کو دخل ہم دیتے نہین
دوست سے بھی دوستی دشمن سے بھی یارانہ ہے

یاد جب آتا ہے پھٹتا ہے گریبان اے جلال
اُس پری کا ناز سے کہنا کہ تو دیوانہ ہے

ابتک تو دل پر اپنے ہمین اختیار ہے
اتنی بتو عنایتِ پروردگار ہے

دل ہی نہین جگر بھی ترا خواستگار ہے
اے درد کوئی اور بھی امیدوار ہے

سینہ بسینہ ہوگے وہ دل کو مسل گئے
طرفہ یہ اختلاط انوکھا یہ پیار ہے

گر ہو گئے ہین گوشِ دلِ ناصبور بھی
کیا نالہ و فغان مین اثر کی پکار ہے

وہ بدگمان ہون دیکھون نہ بے پردہ خود انھین
اپنی نگاہ کا بھی کسے اعتبار ہے

بیٹھا کہین یہ مجھسے اشارے کرے وہ ہاے
مجبور محض ہین ہمین کیا اختیار ہے

پیکان کو اپنے دل مین مرے آکے ڈھونڈھتے
مدّت سے ایک تیر کلیجے کے پار ہے

پھرتے نہ دیکھی یار کی تصویر کی نگاہ
جس سے دوچار ہے بس اُسی سے دوچار ہے

آئین جو وہ تو آپ مین آئے جلال بھی
اپنا بھی اُنکے ساتھ اسے انتظار ہے

بولتا ہی نہین الفت کی گواہی کیسی
دل کو چپ لگ گئی عاشق کی الٰہی کیسی

بت بے مہر کہین واہ نباہی کیسی
تیری مجھپر یہ عنایت ہے الٰہی کیسی

دل کے اُس مہ سے جو چمکا ہی مرا کوکبِ بخت
پھر یہ جھلکی تھی ابھی اسمین سیاہی کیسی

دیر تک دم مری آنکھون سے نہ نکلا دمِ نزع
راہ دیکھا کیا تیری کوئی راہی کیسی

دیکھتے کیا ہو کہین میان سے لو قتل کرو
جرم کیسا مری ناکردہ گناہی کیسی

منتظر حشر کا تھا دیکھ لون اُسکو اے دل
آج جھگڑے کی مرے فیصلہ خواہی کیسی

قتل کر سکتی نہین دور سے کیا ترچھی نگاہ
بڑھ کے تلوار لگاتے ہین سپاہی کیسی

دیکھ تو آکے صنمخانہ کو میرے اے شیخ
جلوہ آرا ہے یہان شانِ الٰہی کیسی

وہ تو آتے ہی نہین مجھکو تسلّی دینے
بیقراری دیئے جاتی ہے گواہی کیسی

ہمکو اِک جام نہ ساقی نے دیا وقتِ خمار
لیکے منہ رہ گئی اپنا سا جماہی کیسی

دل کو سینے سے پریشانیِ دل لے نکلی
آگئی حسرتون پر ہائے تباہی کیسی

دمِ آخر تو نظر پھیر کے اِدھر دیکھ لو تم
نیمجان کر چکے اب نیم نگاہی کیسی

بے طلب جسکو وہ جو چاہتے ہین دیتے ہین
مانگنے سے نہ ملے فقر بھی شاہی کیسی

دل مین مشکل نہین آنا کہ یہ تو عرش کی راہ
سہل فرما گئے محبوب الٰہی کیسی

خط مین حالِ دلِ پُر آبلہ ہمنے جو لکھا
نامہ پر پھوٹ کے روئی ہے سیاہی کیسی

پردۂ شرم مین بھی آنکھین تری کھُل کھیلین
شوخیان کرتی رہی شوخ نگاہی کیسی

ایسی بگڑی ہے کچھ اُس بُت سے کہ کہتا ہے جلال
آبنی یہ ترے بندہ پر الٰہی کیسی

اُچاٹ دل مین پریشان سے نظر مین رہے
وہ گھر کی طرح کب آکر ہمارے گھر مین رہے

خدا کرے یونہین چھل بل تری نظر مین رہے
لٹک ہے زلف مین جبتک لچک کمر مین رہے

نہ دیکھے اور کوئی دیکھے یہ تری شوخی
تری نظر مین رہی یا مری نظر مین رہے

بتایا اپنی زخود رفتگی نے کوچہ دوست
گذر کے آپ سے ہم اُسکی رہگذر مین رہے

کسی کا چاہیے دردِ نہان کو ہو رہنا
قرار دل ہی مین لے یا مرے جگر مین رہے

کہین نہ پھیر دین پانی سرشکِ غم اسیر
سمجھ کے حسرتِ دیدار اپنی چشمِ تر مین رہے

مری خبر شبِ ہجر آہ و نالہ کیا لیتے
وداعِ جذبِ دل و رخصتِ اثر مین رہے

دیا ہے لکھ کے کچھ اپنی تڑپ کا حال اسے
خدا ہی ہے جو یہ خط دستِ نامہ بر مین رہے

شریک دل کا قلق بھی ہو بیقراری کے
رفیق ساتھ ہمارے کوئی سفر مین رہے

اجل ہے صبحِ شبِ ہجر اور ہم اے چرخ
خدا نخواستہ زندہ جو رات بھر مین رہے

جلال اپنی زخود رفتگی سے وصل مین بھی
پڑا رہا مین گلی مین وہ میرے گھر مین رہے

کچھ تری جذب کے ایدل جو اشارے ہوتے
غیر منہ تکتے وہ پہلو مین ہمارے ہوتے

تھا گوارا ہمین نشتر بھی جو مارے ہوتے
چٹکیان غیر کے لیتے نہ ہمارے ہوتے

آئے ہم پر اگر آتی ہے بلائے شبِ ہجر
آپ تو گھر کو سویرے سے سدھارے ہوتے

بد دعا ہی کوئی دو تم جو دعا گو کہتا
کوسنے بوسون سے بڑھ کر اُنھین پیارے ہوتے

کھینچے لیتی ہے مرے دل کو ذرا منع کرو
دیکھو تصویر تمھاری یہ تمھارے ہوتے

سر ترا گوندھ کے صدقے ہوئی مشاطہ تو کیا
اِن بلاؤن کے لیے ہاتھ ہمارے ہوتے

قبر پر میری چڑھا جاتی نسیمِ سحری
رات کے ہار جو اُس گل نے اُتارے ہوتے

خوش نصیبی کبھی ہمپر بھی عنایت کرتی
کھلکے کمبخت ہی اکدن وہ پکارے ہوتے

اُنکے افشان نکل آتے جو کسی شب وہ اِدہر
قابلِ دید ہمارے بھی ستارے ہوتے

چُھپکے رویا کیے تم اِس سے تو مین خوش ہوا
نالے سُن سُن کے مرے قہقہے مارے ہوتے

پیار کر لیتے اگر ہم کبھی لپٹا کے جلالؔ
دیکھتے آپ کہ وہ اور بھی پیارے ہوتے

لگی ہی دل ہی کو کیا مضطرب جگر بھی ہے
اِدھر بھی حشر ہے آفت بپا اُدھر بھی ہے

اثر کا تیرے کہین اے فغان اثر بھی ہے
زمین پر تو نہین آسمان پر بھی ہے

ہمارے سامنے بیباکیان رقیبون سے
یہ کیا غضب ہے تمھین کچھ کسی کا ڈر بھی ہے

ہم آنکھین بند کیے سب تماشے دیکھتے ہین
کچھ اپنے بیخبرون کی تمھین خبر بھی ہے

تمھین ہے شکوہ دلِ تنگ کا مرے بیجا
کہ پھیل پھیل کے رہنا جو ہو تو گھر بھی ہے

خدا سمجھتے ہین بُت کو بھی عاشقِ بیخود
یہ سجدے کرتے ہین جسکو وہ اِک بشر بھی ہے

کسی طرح اُنھین ٹھہرا لے او تڑپ دل کی
ترے شریک یہ حسرت بھری نظر بھی ہے

بہت اُٹھا گئے ستم کچھ پکار اُٹھے نہ کوئی
ڈرا ہوا ہے جو تمسے بڑا نڈر بھی ہے

جلالؔ سے جو نہ پھر جائے لیکے دل اُسکا
دکھا دو پہلے اِن آنکھون مین وہ نظر بھی ہے

دل ہے وہی دل جسمین محبت ہو کسی کی
آنکھین ہین وہ آنکھین جنھین حسرت ہو کسی کی

کیا صبح شبِ وصل شکایت ہو کسی کی
جب شام سے سو رہنے کی عادت ہو کسی کی

یاد آتے ہین ہم جب ستم آتا ہے کوئی یاد
احباب پر اتنی تو عنایت ہو کسی کی

بگڑے کوئی اورون سے بنی جان پر اپنی
عاشق ہی کے سر آتی ہے آفت ہو کسی کی

خود چھیڑ کے سنتے ہین شبِ وصل وہ ہمسے
اپنی کہ برائی ہو شکایت ہو کسی کی

آگ آتشِ فرقت نے لگائی ہے جگر مین
رسوا ہو گئی دل کی شرارت ہو کسی کی

کیا اسمین تامل ہے اگر آپ کے چلتے
آسان کوئی مشکل دمِ رحلت ہو کسی کی

مجھ رند سے ہے سب یہ خرابات کی ہو حق
بن بیٹھے کوئی پیر کرامت ہو کسی کی

مہمان بُلا کر یہ سُناتا ہے وہ ہمکو
شب باش مرے گھر ہو جو شامت ہو کسی کی

تڑپا ہی بہت کوئی اٹھی کہین وے چک
تھوڑی سی جو تقدیر کی راحت ہو کسی کی

کسطرح چلے آتے ہو پھر دلمین کسی کے
تم کوئی تمنا ہو نہ حسرت ہو کسی کی

بے چھیڑے تو گالی نہین دے بیٹھتے معشوق
خود ہی نہ یہ شوخیِ طبیعت ہو کسی کی

دل یار کا وہ دل ہے کبھی جس سے نہ نکلے
کینہ ہو کسی کا کہ محبت ہو کسی کی

بوسہ جسے وے چکتے ہین کیا پھر نہین دیتے
اچھا جو بگڑ جانے کی عادت ہو کسی کی

وہ سیدھی نگاہین بھی جلال آئین نہ کچھ کام
ایسی بھی نہ اُلٹی ہوئی قسمت ہو کسی کی

منفعل رو کے چشم تر نہوئی
آہ شرمندہ اثر نہوئی

دردِ دل کی اُسے خبر نہوئی
نہوئی آہ کارگر نہوئی

چٹکیان اُنکی لیگئین دل کو
ہم وہ غافل تھے کچھ خبر نہوئی

دل نے سینہ کو یون کیا خالی
پھر ملاقات عمر بھر نہوئی

لاکھ کی دل کی تمنے خاطر جمع
کم پریشانیِ نظر نہوئی

کوچۂ یار تک نہ پھونچے ہم
بیخودی تو بھی راہبر نہوئی

مجھ سے پوچھی نہ وجہ خاموشی
کچھ توجہ تمھین ادھر نہوئی

زندہ اے شوقِ وصل ابتک ہون
یاس غالب امید پر نہوئی

تھی محبت مین کون سی ایذا
جو عزیزِ دل و جگر نہوئی

اے شبِ ہجر کیسی بیداری
خواب مین بھی تری سحر نہوئی

خون کب دل ترا جلال ہوا

جسکے اشکون کو بھی خبر نہوئی

یون ہی بیخود نگہ ہوش ربا رہنے دے / تا قیامت ہمین بیہوش پڑا رہنے دے

دل مین کچھ اور نہ عشق اپنے سوا رہنے دے / ہان مگر ایک ترے درد کو آ رہنے دے

ایسے دلسوز کو عاشق نہ جدا رہنے دے / داغ حسرت کو کلیجے سے لگا رہنے دے

پاؤن امید ترے خانۂ دل مین پھیلائے / یاس کو بھی کسی کونے مین پڑا رہنے دے

ادھر آ نکلے کوئی اور نکل جانے دون / بیخودی ہوش بھی جب میرے بجا رہنے دے

مجھسے منظور ہے خلوت تو یہ احسان اسکا / تھوڑی شوخی جو ان آنکھون مین حیا رہنے دے

دل کا خواہان نہین تجھسے کوئی ای زلف سیاہ / اپنے ہی پاس یہ تو اپنی بلا رہنے دے

زخم تیغ نگہ یار دکھانے کا نہین / چشم دل سے بھی جگر اسکو چھپا رہنے دے

گالیان وصل ہی مین چھیڑ کے کھانا اسکی / کچھ تو اے شوق طبیعت مین مزا رہنے دے

جذب دل کھینچ نہ لے کہتی ہے اسکی تصویر / سامنے رکھ مجھے پہلو سے ہٹا رہنے دے

میرے دشمن کے عوض میری خبر لے آگر / ان بہانون کو تو للہ قضا رہنے دے

کعبہ تک اپنی رسائی نہین ممکن تو نہو / رہ پڑین دیر ہی مین ہم جو خدا رہنے دے

ہاتھ آنے کی نہین عرش کی زنجیر اے دل / اپنی اس دست درازی کو دعا رہنے دے

آرزو روٹھی ہوئی دل کو منالے اسکی / دم کو سینے مین خفا ہے تو خفا رہنے دے

اس تغافل سے تو بہتر ہے کہین اے دم سرد / کسی بیدرد کو سرگرم جفا رہنے دے

میری فریاد کی خود میری زبان شاکی ہے / کوئی دم تو مجھے تالو سے لگا رہنے دے

نہین رکتا دل بیتاب تو اے صبر نہ روک / دور بھی کر وہین کمبخت کو جا رہنے دے

یاد آ جائینگے بھولے ہوئے جور اسکو جلال
شامت آئی ہے ارے ذکر وفا رہنے دے

کلیجا دل مین بیٹھا کیا کوئی بیدید ملتا ہے / نکل کر دیکھ لے کیونکر ہمارا دم نکلتا ہے

اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہے
دوپٹا لاکھہ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہے

خفا ہو کر ترے پھر بیٹھنے پر دم نکلتا ہے
ہمارا گردش تقدیر ہی سے کام چلتا ہے

طریق دلبری پردہ نشینون کا الگ پایا
فقط اک ہاتھہ دل لینے کو پردے سے نکلتا ہے

عدو آسائش عشاق کا ہی رشک ہی انکا
کلیجا ہو ذرا ٹھنڈا تو دل کمبخت جلتا ہے

کسی حسرت بھرے دل کو مقرر آج مل ڈالا
کہ منہ سے کچھہ نہین کہتا وہ چپکا ہاتھہ ملتا ہے

ادا سے سامنے انکو دم آخر ہی آنا تھا
قضا کا وقت جب آتا ہے کب ٹالے سے ٹلتا ہے

کہے وہ دلربا بدبخت ہم کہلائین خوش قسمت
بدلجاتے ہین یون پہلو مقدر جب بدلتا ہے

ہین سہلاتا ہون تلوے دل کو وہ پامال کرتے ہین
کسیکا ہاتھہ چلتا ہے کسی کا پاؤن چلتا ہے

وہ ہمکو بیٹھہ کر پہلو مین بھی کب چین دیتے ہین
پھڑکتا ہے کلیجا ہر ادا پر دل اچھلتا ہے

مبادا اُف ہی کر بیٹھے تو او ظالم غضب ہوگا
بہت چپ رہ چکے ہم اب تو کچھہ منہ سے نکلتا ہے

وہ دل بیتاب کردے جسکو شوخی ان نگاہو کی
کہین روکے سے رکتا ہے سنبھالے سے سنبھلتا ہے

جلال اچھا وہ دل مین چٹکیان لیتا ہے لینے دو
ہمارا غم غلط ہوتا ہے اسکا جی بہلتا ہے

لڑائی دلبر و دل مین پڑی ہے
ہماری جان مشکل مین پڑی ہے

دل و دین کچھہ نہین رہزن سے بچتا
وہ لوٹ اس عشق منزل مین پڑی ہے

امید پائمالی مین کوئی لاش
ابھی تک کوے قاتل مین پڑی ہے

یہ ہے کس فتنہ محشر کی آمد
کہ اک ہلچل سی محفل مین پڑی ہے

ملا کر خاک مین مجنون کو لیلی
چھپائے منہ کو محمل مین پڑی ہے

عداوت کام آئیگی ہماری
پڑی رکھو اگر دل مین پڑی ہے

لگا کر دل ترے پیکان سے کیا لاگ
جگر مین جان بسمل مین پڑی ہے

پئے گلگشت ہے کون آنے والا
پکار اسکی عنادل مین پڑی ہے

جہان امید دل مین ہے کوئی یاس
ضرور اُسکے مقابل مین پڑی ہے

عدو میرا بنا کر میرے دل کو
محبت آپ مشکل مین پڑی ہے

کہین گھر سے جو ہمت لیچلی تھی
تھکی ماندی وہ منزل مین پڑی ہے

الگ چھالے سے ہے چھالا جگر کا
عجب پھوٹ اپنی محفل مین پڑی ہے

جلال اُسکو نہ کھولو کیا کھلے گی
گرہ جو یار کے دل مین پڑی ہے

نہ چھوٹی بندگی ہم سے بتونکی چاہ مین تیری
الٰہی شکر ادا اسکا ہو کیا درگاہ مین تیری

سمجھ کر نقش پا ہی آکے اکدن بے نشان کردے
کہ مٹجانے کو ہم بھی آپڑے ہین راہ مین تیری

فلک تجکو جلا کر خاک کر دونگا مین دم بھر مین
ابھی مٹتی ہے یہ ساری نمود اک آہ مین تیری

گرے تھے طور پر بیہوش ہو کر اک فقط موسئے
پڑے ہین غش بہت ایسے تجلی گاہ مین تیری

ترقی پر ہے ہر دم عشق بھی اے حسن روز افزون
عیان سب شان ہے تیری ترقیخواہ مین تیری

جھپکتی آنکھ تیری دیکھنے والون کی کیا ان سے
مگر ہان اک جھلک پاتے ہین مہر و ماہ مین تیری

خبر کچھ دیدہ مشتاق کو اشک آکے دیتے ہین
مقرر آمد آمد ہے دل آگاہ مین تیری

صفت کرنا تھا ضبط گریۂ عاشق کی ہنس ہنسکر
نہ گرمی آہ مین میری نہ شوخی واہ مین تیری

کہین آنکھو نہین آجک نزع کی آسان ہو مشکل
نکلجائے وہ دم جو سد رہ ہے راہ مین تیری

وہ مجکو دے رہے تھے رنج یا دل تھام کر بولے
کہ او ناشاد آفت کا اثر ہے آہ مین تیری

خیال سنگ در مین سنگ اسود کو دیا بوسہ
جلال اوبت نہ بھولا یاد بیت اللہ مین تیری

کیا پتا دون تجھے قاصد وہ کہان رہتا ہے
دل سے دور اور قریب رگ جان رہتا ہے

آپ مین آئے کسی وقت تو پوچھین دل سے
کسپر آیا ہے کدھر گم ہے کہان رہتا ہے

آپ عاشق کے تڑپنے کا تدارک نکرین
چین سے رہتا ہے جبتک یہ تپان رہتا ہے

مدتون تم سے رہا جو دلِ ویران آباد
گھر ہے وحشت کا اب اُسمین خفقان رہتا ہے

بے فغان بھی تو نہین بیٹھنے پاتے چپ ہم
دمبدم داد طلب ضبط فغان رہتا ہے

کیا ہوا کیون کوئی نالان کسی کوچے مین نہین
اب تو سناٹا ہی دن رات وہان رہتا ہے

مر کے بھی منتظر آنے کا کسی کے تا حشر
کھولے آنکھون کو بحسرت نگران رہتا ہے

نکل آتی بھی ہے سینہ سے کبھی عشق کی پھانس
مگر اک درد کلیجے مین نہان رہتا ہے

دل کو کیون کوچۂ محبوب سے لاتے ہو جلال
وہین کمبخت کو رہنے دو جہان رہتا ہے

نکلنا پھنسکے زلفون مین دلِ دیوانہ کیا جانے
بلا مین پڑ گئی ہے کسکی جان اُسکی بلا جانے

بتون کو کون ہمسے سجدے کرواتا ہے کیا جانے
نپوچھ اے شیخ بندہ اسکو کیا جانے خدا جانے

شکایت یار کی کیسی یہ سب خوبی ہے قسمت کی
ہم اچھا اُسکو سمجھینگے وہ گو ہمکو برا جانے

طبیعت آکے عاشق کی لگالے چاہے جس بت سے
وہ آئینِ جفا جانے نہ دستورِ وفا جانے

خط اُسنے لے لیا قاصد سے اتنا جانتا ہون مین
نہ پڑھنے کا سبب میرے مقدر کا لکھا جانے

مٹے خود ہم کہ نقشا عشق مین جمجائے کچھ اسکا
اب اسپر بھی جو مٹجائے تو نقشِ مدعا جانے

وہ میرا پوچھنا لے کر بلا مین کیا گیا دلکو
وہ اُنکا ناز سے کہنا ہٹو میری بلا جانے

کسی سے آشنا ہوتا ہے کب بیگانہ خو تجھسا
جو کہتا ہے تجھے کچھ جانتے ہین ہم وہ کیا جانے

قضا تو آنکھ لگتے ہی نہین آجاتی عاشق کو
وہ پھر مارا پڑا کیون یہ جلال اُسکی ادا جانے

اب یہان کہتے ہین کیون ہاتھ ترا رکھا ہے
دل تو ہم لے گئے پھر سینے مین کیا رکھا ہے

کچھ خبر اُسکو نہین مرتے ہین ہم جس بت پر
پھر الٰہی ہمین کیون تو نے جلا رکھا ہے

نکلے کیونکر مری آنکھون سے تری حسرتِ دید
سات پردون مین اُسے دل نے چھپا رکھا ہے

کہتے ہین حشر مین چکجائیگا جھگڑا تیرا
ہمنے خود اسکو اُسی دن پہ اٹھا رکھا ہے

بزم مین غیر کے پہلو سے وہ اُٹھتے ہی نہین
اور پھر سامنے ہمکو بھی بٹھا رکھا ہے

شام سے آکے وہ سو جاے تو اچھا سو جاے
بخت کو تو شب وعدہ نے جگا رکھا ہے

دل لگی رہتی ہے فرقت مین اسی سے تو ذرا
کچھہ تو سمجھے ہین لگی کو جو لگا رکھا ہے

دل یہ کہتا ہی جگہہ دوست کو دیکر مجھہ مین
دشمن اپنا مجھے خود تمنے بنا رکھا ہے

چرخ سے پوچھہ دو عاشق کی طرف سے یہ جلال
کیون ستائے ہوے کو تونے ستا رکھا ہے

دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہے
کمبخت اُبھارے سے اُبھرتا ہی نہین ہے

کیا غمزہ معشوق سنورتا ہی نہین ہے
عاشق کا کبھی سوگ اُترتا ہی نہین ہے

جب آئنہ تم دیکھہ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا تمھین کرتا ہی نہین ہے

کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یار
مرتا ہے جو اُنپر کبھی مرتا ہی نہین ہے

بھرتا ہے جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل
اُس زخم کو دیکھا ہے کہ بھرتا ہی نہین ہے

ہم خواب مین لے آئے ہین اک شخص کے چٹکی
اسکا تو خیال اُنکو گذرتا ہی نہین ہے

کیا اُسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہے

لیتا ہے کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون
قاتل ہے جو اپنا وہ مکرتا ہی نہین ہے

پوچھا تھا کہان جاتے ہو مہمان تو بولے
کیا گھر مین کوئی رکھے ٹھہرتا ہی نہین ہے

جبتک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھہ دخل
یہ یاد رہے سینہ اُبھرتا ہی نہین ہے

جیتے رہو پھر دیکھیے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غضب مین ہے کہ مرتا ہی نہین ہے

اتنا جو کہا چوم لو منہ چڑھ گئی تیوری
غصہ مرے بانکے کا اُترتا ہی نہین ہے

کیون منفعل جور شب وصل ہو کوئی
کچھہ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہے

کسنے اُنھین کل رات سے حیران کیا ہے
اک خواب نے کیا ہمکو پریشان کیا ہے

ے خاک مین بھرا و فلک آج اسکو ملادے
پھر ہمنے شب وصل کا سامان کیا ہے

جلوت ہو کہ خلوت ہو اُسے ڈھونڈھ رہی ہین
کیا خانہ خراب آنکھون نے حیران کیا ہے

اِک عاشقِ نالان کو نکلوا کے عدو نے
کیا کوچۂ محبوب کو سنسان کیا ہے ہ

مر مٹنے کا حاصل بھی کوئی عشق مین ایدل
کیا تو نے ارادہ یہ مری جان کیا ہے

دیوانہ کیا اور ہمین اُسنے جو پوچھا
یہ آپ نے کیون چاک گریبان کیا ہے

یاد اپنی جفا میری وفا کر کے شبِ وصل ہ
خود آپ کو ظالم نے پشیمان کیا ہے

دل ایک ہی کافر تھا مرا اے صنم اُسکو ہ
کلمہ ترا پڑھوا کے مسلمان کیا ہے

کیا چین سے اب ہم ہین جلال اُنکی بدولت
لیکر دلِ بیتاب کو احسان کیا ہے ہ

لاکھ بل ہین ابھی تقدیر مین پڑنے والے
وہ سلامت رہین مَن کے بگڑنے والے

یون وہ روتے ہین مجھے غصہ مرا کرکے تمام
اب جھگڑتا نہین کچھ ہمسے جھگڑنے والے

تالحد ساتھ وہ میت کے نہ پیدل آئین ہ
راستے ہی مین گڑے جاتے ہین گڑنے والے

اب نہ اُن ابرو ؤنمین بل ہین نہ ترچھی نظرین
پڑ چکے پیچ وہ ہمپر تھے جو پڑنے والے

تیرا لاکھا ہو کہ مسّی کی دھڑی ہو او شوخ
رنگ دونون کے نہین جم کے اُکھڑنے والے

پاؤن پھیلائے ہین کوچے مین ترے شرم اِسکی
تیرے ہی ہاتھ ہے او ہاتھ پکڑنے والے

برسون رکھتا ہے جدا وصل ترا دم بھر کا
دیر یہ ملنے مین او جلد بچھڑنے والے

لڑ چکا آکے گلے سے بھی لپٹ جا شبِ وصل ہ
اب ذرا صلح بھی کر لے مرے لڑنے والے

ہر ادا چاہتی ہے اُسکی کہ لیجاؤن مین دل
ایک جھگڑا ہے بہت ہم مین جھگڑنے والے

وصل محبوب کی تدبیر ہماری تقدیر
یہی عالم مین ہین دو جنکے بگڑنے والے

خود بنا لینگے گڑھے ڈال کے قبر اپنی جلال
ایڑیان کوچۂ جانان مین رگڑنے والے ہ

مجھ سے کہتے ہین وہ سرکا کے نقاب آنکھون سے
گھورتا ہے ہمین کیون خانہ خراب آنکھون سے

دیکھ لینے کے گنہگار ٹھہرا ے عشق
ہاے دل پر جو ہو دیکھین وہ عذاب آنکھون سے

دیکھین اتنا تو کہ بیٹھا ہے مرے پاس وہ شوخ
دو گھڑی دور رہین شرم و حجاب آنکھون سے

مست نظارۂ ساقی مجھے کر دیتا ہے
مین عوض جام کے پیتا ہون شراب آنکھون سے

رکھ کے سر سو گئے ہون غیر کے وہ زانو پر
کبھی اللہ دکھائے نہ یہ خواب آنکھون سے

کچھ ہے برہم شبِ وعدہ کوئی زلفین ہین گواہ
چتونون سے ہے عیان غصہ عتاب آنکھون سے

شرمگین تیری نگاہون سے ہی کچھ دل کا سوال
چاہتا ہے کوئی شوخی کا جواب آنکھون سے

حکم دل کا ہے لگی آ کے بجھاؤ میری
عرض کرتے ہین یہ آنسو کہ جناب آنکھون سے

عشق سامان خرابی کے دکھاتا ہے جلالؔ
دیکھین کیا کیا ہمین ان خانہ خراب آنکھون سے

آس باقی ابھی اور دل کی لگی رہنے دے
قطع امید نکر اس سے لگی رہنے دے

چھوڑ کر پہلوِ دلبر کو مرا دل آتا
بیقراری کہین جب چین سے بھی رہنے دے

نہ نکال اسکو کھٹکنے دے یوہین اے غمخوار
عشق کی پھانس کلیجے مین چبھی ہی رہنے دے

حال پرسی وہ کرے آکے خوشا بخت ایدل
شکر کر اسکا شکایت کو ابھی رہنے دے

حسرتِ دید کا اسکی نکر اظہار جلالؔ
دیکھ کام آئیگی آنکھو مین چھپی رہنے دے

ساقی تری مستانہ ادا اور ہی کچھ ہے
یہ بیخودی ہوشربا اور ہی کچھ ہے

ہم جس بتِ کافر کی محبت کے ہین بندے
اے شیخ وہ بت ہے نہ خدا اور ہی کچھ ہے

سرشارون کا کیا پاؤن بہکتے نہین دیکھا
او مست تری لغزشِ پا اور ہی کچھ ہے

اب لطف سے پیش آئے بھی کوئی تو کہین ہم
بیداد ہی کر لطفِ جفا اور ہی کچھ ہے

رخصت طلبی اسکی ہے کیون جان کی خواہان
یہ تو نہ ادا ہے نہ قضا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہین صنم موہنی آنکھون کی دکھا کر
مجھپر جو ستم ہاے وہی میرے عدو پر
اُف تک نہین کرتے ہین محبت کے جفا کش

یہ سحر نہ شوخی نہ حیا اور ہی کچھ ہے
تم سمجھے ہو کچھ مجھکو گلا اور ہی کچھ ہے
پھر کہتا ہے ظالم کہ وفا اور ہی کچھ ہے

جب دیکھتا ہے حال جلال اک صنم آکر
کہتا ہے کہ منظور خدا اور ہی کچھ ہے

پوچھنا میری آرزو مجھسے
ابھی چٹکی یہ کسنے لی اے دل
تم ملاؤ تو خاک مین رلجائے
دل یہ کہتا ہے پہلے خود گم ہو
بیوفائی کرے ہزار وہ گل
میرا دشمن بناتے ہین اسکو
چھیڑ کر انکو گالیان سننا
ہاے انکا وہ آئنے سے خطاب
ہجر ساقی ہے توڑ ڈال اے شیخ
چپکے ہی چپکے دل کے خواہان ہو

پھر یہ رنجش کی گفتگو مجھسے
کیون چھپاتا ہے اسکو تو مجھسے
بیشتر میری آبرو مجھسے
سیکھ لو اسکی جستجو مجھسے
نہ چھپے گی وفا کی بو مجھسے
دوستی کرتے ہین عدو مجھسے
چھوٹتی ہے کہین یہ خو مجھسے
تونے دیکھے ہین خوبرو مجھسے
چھین کر ساغر و سبو مجھسے
نہ اشارے نہ گفتگو مجھسے

لاکھ یہ آسمان چھڑائے جلال
چھوٹتا کب ہے لکھنؤ مجھسے

ہم بھی قدر اپنی وفا کی نہین کھونے والے
ہار اُتار امرے بے پردہ نہونے والے
وصل کی شب بھی نجاگے کا مقدر اپنا
نگہ شوق کو ٹھہرائے کوئی نامحرم

او جفا کرکے پشیمان کبھی نہونے والے
ابتو منہ کھولدے منہ ڈھانک کے رونیوالے
صبح کردینگے سر شام سے سونے والے
چھپنے والے ہین کہین سامنے ہونیوالے

اپنے ملنے کا بتا خود ہی ٹھکانا ہل کرے ؎ ڈھونڈھنے والے کو کونین سے کھونیوالے
پاک کرلے کہین دامن کو تو اپنے پہلے ؎ ہم آستینون سے مرے خون کے دھونیوالے
زخم دل کا جو ہوا دل کی تڑپ پر خندان ؎ ہنس پڑے خوبیِ تقدیر کو رونے والے
دل نے طوفان محبت مین اُٹھائے کیا کیا ؎ خضر ہی ٹھہرے مری ناؤ ڈبونے والے
گوشۂ دل کو نہین چھوڑتی حسرت تیری ؎ تنگ آکر بھی نکلتے نہین کونے والے
ساتھ مجکو بھی سُلا کر کوئی پہلو میرا ؎ گرم کردے کبھی او نرم بچھونے والے

کوئی حالِ دلِ پُرآبلہ پوچھے تو جلال
منتظر چھیڑ کے ہین پھوٹ کے رونیوالے

خیر جو چاہو وہ لے لو کہین جھگڑا کیا ہے ؎ دل و جان دونون تمھارے ہین ہمارا کیا ہے
منہ کو یہ کسلیے آتا ہے کلیجا کیا ہے ؎ آج او دل کی تڑپ تیرا ارادا کیا ہے
سر ٹپکنے کی مرے سیر کنان ہے تقدیر ؎ شبِ غم دیکھ فلک یہ بھی تماشا کیا ہے
کہین کچھ حسرت و ارمان کہین داغِ ہجران ؎ دیکھو تو سینے کو شق کرکے مرے کیا کیا ہے
دیچکا ساتھ ہمارا شبِ تنہائی مین ؎ بیمروت ہے یہ دل اسکا بھروسا کیا ہے
دیکھ آئے تھے خدا جانے یہ کیا جا کے کلیم ؎ کہ بتا سکتے نہین طور کا جلوا کیا ہے
بے نشان جنکی محبت نے کیا ہے اُنسے ؎ پوچھ دے کوئی مجھے نام تمھارا کیا ہے
بن سنور لینگے تو دیکھین گے وہ انداز اپنے ؎ تو نے آئینۂ حیران ابھی دیکھا کیا ہے
یاد ہے اپنا وہ اُف کرکے کہین رہجانا ؎ اور وہ پوچھنا گھبرا کے کسی کا کیا ہے
میرا احسان تو اگر غم دلبر ہو کبھی ؎ جان تک اپنی کھلا دونگا کلیجا کیا ہے

آنکھون ہی آنکھو مین لیجاتے ہین دلبر دل کو
ہم دکھا دینگے جلال اسکا اچنبھا کیا ہے

نالے جو رُکے دل سے شرارے نکل آئے ؎ چند اور بھی دل سوز ہمارے نکل آئے

ایام جدائی کا مرے دیکھیے اندھیر
دن کو یہ اندھیرا ہے کہ تارے نکل آئے

کہتا ہے مرا دل بھی تمھاری سی شب وصل
لو اور طرفدار تمھارے نکل آئے

پوچھا نہ اداؤن نے تو خواہان مرے دل کے
اُس شوخ کی آنکھون کے اشارے نکل آئے

افشان جو چنی رات کو اُس مہ نے جبین پر
برجون سے تماشے کو ستارے نکل آئے

تمنے جو اُدھر مانگ نکالی سرِ محفل
چل جانے کو سر پر ادھر آرے نکل آئے

ای نالۂ دل یون دلِ محبوب مین گھر کر
خود گھر سے وہ بے میرے پکارے نکل آئے

کچھ پیاری اداؤن ہی پر اُنکی نہین موقوف
دل لینے کے ڈھنگ اور بھی پیارے نکل آئے

آنسو مرے کہتے ہین یہ ٹکڑون سے جگر کے
تم آج کدھر ساتھ ہمارے نکل آئے

تیرے ستم و جور کے کشتون کو جو دیکھا
کچھ اُنمین تغافل کے بھی مارے نکل آئے

بے جھیل گئے ہم تجھے اے بحرِ محبت
منجدھار مین ڈوبے تھے کنارے نکل آئے

جیسا ہمین برباد کیا اُسکو نہ کرنا
خاک اپنی جو کوچے مین تمھارے نکل آئے

لو دل ہی نکل آیا جلال اپنا تڑپ کر
بس آج سب ارمان ہمارے نکل آئے

چھو کے اُن قدمون کو ہے آج اک ادا اور بھی
قصد ہم پاتے ہین کچھ دستِ ہوس کا اور بھی

دل کی بیتابی دکھا کر جا بجا پھیلین گے ہم
دیکھ کر پہلو سے اُٹھنا اک تماشا اور بھی

شوق سے مجکو مٹا دو لیکن اتنا سوچ لو
تمپر ایسا ہے کوئی مر مٹنے والا اور بھی

دل کو تو شوخی نگہ کی کر چکی تھی بیقرار
ہمکو بھی تڑپا چلی کچھ تمنے دیکھا اور بھی

تم سلامت جان بھی لیلو کہین دل کی طرح
پیچھے عاشق کے لگا ہے ایک جھگڑا اور بھی

موت آ چکتی نہین ہمکو فراقِ یار مین
زندگی کمبخت نے تو مار اُتارا اور بھی

دیکھنے آئے تھے وہ دم توڑتے بھی دیکھتے
مرتے دم اِک تھی جلال اپنی تمنا اور بھی

مبتلائے غم حبیب رہے
ہم محبت مین خوش نصیب رہے
اُن کے ملنے کی خود نہ کی خواہش
اپنے ہم آپ ہی رقیب رہے
دردِ دل کے نیازمندون کے
نازبردار خود طبیب رہے
رہے دوری مین آپ سے باہر
ہم بہت آپ سے قریب رہے
مجھکو مرنا نصیب ہو نپھر
میرا ماتم تمھین نصیب رہے
ناپسند اُنکو دل مجھے دو پھر
پھر کہان جاکے یہ غریب رہے

جب سے جبتک رہا شباب جلال
ولولے دل مین کچھ عجیب رہے

کیا کہون پھر گئین نظرون مین ادائین کسکی
بیٹھے بیٹھے ابھی لیلین یہ بلائین کسکی
دونون آنکھین وہ مری دیکھکے اس سوچ مین ہین
گھر کرین کسمین نگاہون مین سمائین کسکی
مانگتا موت جو عاشق تو نہ آتی برسون
جلد اللہ نے سُن لین یہ دعائین کسکی
کوچۂ یار مین کچھ مشغلہ بتلا اے دل
آبرو بھی تو نہین خاک اڑائین کسکی
اپنی بیتی کہین یا گذری ہے جو کچھ دلپر
ہم مصیبت شبِ وصل اُنکو سنائین کسکی
زخم دیکھوگے جگر کا کہ ہمارے دل کا
سینہ شق کرکے تڑپ تمکو دکھائین کسکی
ہین طلبگار اجل دردِ محبت والے
اچھے ہونے کی دعا کیسی دوائین کسکی
روٹھ جانا ترا اُن سُن کے غضب ہے ایدل
سچ بتا تونے یہ سیکھی ہین ادائین کسکی
ہوش مین بیخودیٔ عشق نے رکھا ہی کہان
بیخبر ہون وہ خبر پوچھنے آئین کسکی
فاش پردے کو محبت کی کرینگی آنکھین
دونون کھل کھیلی ہین حسرت کو چھپائین کسکی

توبہ کرتا ہے جفا سے کوئی پوچھو تو جلال
تجکو یاد آگئی ہین آج وفائین کسکی

نہ ہمین ہین وہ شبِ وصل نہ دلبر ہے وہی
وائے تقدیر ہمارا دلِ مضطر ہے وہی

آج کون آیا ہے مہمان کہ دل کہتا ہے
گو تمانے دلِ بیتاب مگر قائل ہے
آپ ناشاد کہین جسکو خوشامد اُسکے نصیب
کہدے اُن سے کوئی کل تھے جو مجھے مانعِ ذبح
شوق سے سنگِ درِ اُس بُت کا بنے دل جاکر
نہ تسلّی کوئی دے آکے نہ بیتاب ہون یون
جان کل وصل مین جو تمسے بھی تھی بڑھکے عزیز
ستمِ دوست کی ہے حشر مین بیجا فریاد
مین بتون کو کہون اچھّا مجھے سمجھین وہ بُرا

جسمین تم رہتے تھے پہچانو تو یہ گھر ہے وہی
آپ جو کچھ مجھے سمجھاتے ہین بہتر ہے وہی
آپ کمبخت کہین جسکو مقدّر ہے وہی
پھر گلا ہے وہی پھر ہاتھ مین خنجر ہے وہی
کام آجائے جو بتخانے کے پتھّر ہے وہی
رحم مجھپر جسے آیا ہے ستمگر ہے وہی
آج فرقت مین تمھاری ہمین دوبھر ہے وہی
ہمنے پہچان لیا داورِ محشر ہے وہی
خیر جو مرضیِ اللہ ہے بہتر ہے وہی

دلِ واپس شدہ کو سمجھے تھے ہم اور جلال
غور کرتے ہین جواب وا ے متقدّر ہے وہی

کام تو اُنکی محبت سے ہے ناکام سہی
عہد مین تیری جفا ہی کا وفا نام سہی
چلتے ہین پیر مغان اور کوئی جام سہی
دل کے ساتھ اور جو در کار ہو لیتے جاؤ
ہاتھ ہی اپنے ملین چھوٹ کے اُن قدمون سے
تم نہوگے تو نہ رات اپنی گذر جائیگی کیا
لاکھ دل یار کی ایک ایک لگاوٹ کے نثار
کچھ تو وہ پائے جواب آپ کا پوچھے جو مزاج
کوٹھے تک یار کے او دل کی طپش پہونچا دے
دیکھنا اُسکا غضب ہو گیا دل کہتا ہے

نام تو عشق کے دفتر مین ہے بدنام سہی
دل دکھانا جسے کہتے ہین وہ آرام سہی
نقد تو لی ہے بہت تھوڑی سہی اب وام سہی
طاقت و صبر سہی راحت و آرام سہی
خیر بیکار نہ بیٹھے رہے کچھ کام سہی
صبح کو جاتے تھے روز آج سرِ شام سہی
اسکا آغاز تو اچھا ہے بد انجام سہی
کہ بُرا مان کے اچھا کوئی دشنام سہی
چھت کے اوپر نسہی تا لبِ بام سہی
خیر آنکھونکی بھی قسمت کا اک الزام سہی

دوست کو دشمنِ جان ملکے بنانا ایدلؔ | تیرے گر تب نہ سہی میرے سہی یہ کام سہی
مست آنکھوں کے بھی بوسہ ہمیں ساقی دیدال | خم پلائے ہیں جہان اور یہ دو جام سہی

خوش نصیب آگے تھے ہم خلق مین مشہور جلال
اب جو وہ کہتے ہین بدبخت یہی نام سہی

بنکے کچھ وصل کی تدبیر بگڑ جاتی ہے | یہی ہوتا ہے جو تقدیر بگڑ جاتی ہے
تجھسے جب او بتِ بے پیر بگڑ جاتی ہے | دل بدلیجاتا ہے تقدیر بگڑ جاتی ہے
جب تصور ہمین آتا ہے بگڑنے کا ترے | کھنچکے ہمسے تری تصویر بگڑ جاتی ہے
جب اُسے لکھتے ہین خط دیکھیے قسمت کا بگاڑ | آپ ہی آپ وہ تحریر بگڑ جاتی ہے
سنکے اُلجھن مری ہوتے ہین پریشان جو وہ | اور اُلجھی ہوئی تقریر بگڑ جاتی ہے
جس سے اظہار محبت کرو بنتا ہے عدو | اس سے کچھ عشق کی تاثیر بگڑ جاتی ہے
ہوش گم ہین مری وحشت سے یہ حدادون کے | طوق بنتا نہین زنجیر بگڑ جاتی ہے
موت سی بنتی ہے کسدن شبِ فرقت مین یہان | اُس سے بھی بابتِ تاخیر بگڑ جاتی ہے
ہم جو نالان سحر کہین جاکے تو یون بگڑے کوئی | قسمتِ نالۂ شبگیر بگڑ جاتی ہے
بگڑے الفت مین نہ ایسا بھی کسی کا نقشا | اچھی کھنچکر مری تصویر بگڑ جاتی ہے
مُنہ بنا لیتے ہو تم سُنکے جو میری روداد | اور بگڑی ہوئی تقدیر بگڑ جاتی ہے
اپنے ہی غیر بُرے وقت مین بنجاتے ہین | آہ سے آہ کی تاثیر بگڑ جاتی ہے
جب سی عشق اک بُت کم سن کا ہے مُجھسے تجھسے | پیشتر او فلکِ پیر بگڑ جاتی ہے
بوسہ لے لینے پر اچھا نہین گالی دینا | عادتِ عاشقِ دلگیر بگڑ جاتی ہے

نفس گشتہ نہین ہوتا کسی صورت سے جلال
بنکے اکثر یہی اکسیر بگڑ جاتی ہے

خوبرویون کی ملاقات بُری ہوتی ہے | سچ تو یون ہے کہ بُری بات بُری ہوتی ہے

رنج ہر بات مین یہ بات بُری ہوتی ہے
عادتِ ترکِ ملاقات بُری ہوتی ہے

دیکھے دشمن بھی الٰہی نہ یہ ایام فراق
دن بھر اچھا ہے مگر رات بُری ہوتی ہے

وصل مین دیکھ کے روتے ہمین کہتا ہے وہ شوخ
کتنی بے فصل کی برسات بُری ہوتی ہے

ہمنے اچھا نہ حسینون مین کسیکو پایا
قوم کی قوم یہ بدذات بُری ہوتی ہے

اچھی ہی ہوتی ہے کچھ اُٹھتی جوانی اے دل
اس زمانے کی کہین گات بُری ہوتی ہے

سُنہ کی کھائیگا کہین دیکھ کہا مان اے شیخ
غیبتِ پیرِ خرابات بُری ہوتی ہے

بوسہ دیڈالو کوئی اپنے تصدق ہی مین تم
کون مانع ہے کہ خیرات بُری ہوتی ہے

ملتفت مجھسے وہ ہین غیر کے کہنے سے توکیا
پاسِ خاطر کی مدارات بُری ہوتی ہے

خوبرویون کے بگڑنے مین بھی ہین لاکھ بناؤ
کہین اچھون کی کوئی بات بُری ہوتی ہے

عشق کی اسکی بھلا چوٹ اُبھرتی ہے کہین
شک نہین اُبھری ہوئی گات بُری ہوتی ہے

آہین کرتے دلِ پُر درد کو ہو جاتی ہے صبح
سچ ہے بیمار کی کیا رات بُری ہوتی ہے

دیکھو بہت آنکھون سے تم دل کو نہ ملنے دو جلال
صحبتِ اہلِ خرابات بُری ہوتی ہے

آئے شبِ وعدہ کوئی اور آکے پلٹ جائے
یون بھی کسی کمبخت کی قسمت نہ اُلٹ جائے

جو حلق نہین کاٹے سے کٹتا ابھی کٹ جائے
اچھا کوئی بیرحم گلے سے تو لپٹ جائے

دونون کی ترقی ہو محبت مین الٰہی
بڑھجائے تڑپ دل کی تو کچھ درد نہ گھٹ جائے

لاش اپنی پھری آتی ہوئی اس کوچے سے اُلٹی
تابوت کا اپنے کہین تختہ نہ اُلٹ جائے

کیا دو اُسے اس جرم کی تعزیر مبادا
تمسے کوئی بیتاب اگر آکے لپٹ جائے

مٹی بھی یہ کچھ ہمسے عزیز اپنی گلی کی
خاک اتنی تو ڈالو کہ گڑھا قبر کا پٹ جائے

سی لین گے گریبان کو ہم یہ تو بتادو
کسطرح رفو ہمسے ہو دل تمسے جو پھٹ جائے

اسوقت کی اچھی نہین حسرت کی نگاہین
دم توڑ رہا ہون مرے آگے سے وہ ہٹ جائے

اُکتائے ہوئے ہین ترے کوچے سے بھی اب ہم
کیا خاک لگے جی جو طبیعت ہی اُچٹ جاے

تم کو سوگے جبتک مجھے مرنے کا نہین مین
یون بڑھتی ہو جو عمر وہ ممکن ہے کہ گھٹ جاے

اُٹھ دیر نگر کہتی ہین وہ سیدھی نگاہین
جلد آکے لپٹ دیکھ زمانہ نہ پلٹ جاے

امید بھلا قتل کی ہوئی ہے کہین قطع
عاشق کا گلا تو نہین خنجر سے جو کٹ جاے

مرتا ہے جلال اُسکو خبر جاکے یہ دے جلد
کوئی نفس رفتہ ہی اِسوقت جھپٹ جاے

نالوہی تھی سینے مین بہن دھوم تمھاری
نکلے تو خبر تک نہین معلوم تمھاری

کیا فاتحہ پڑھنے بھی نہ آؤگے پسِ دفن
امید مین ہے عاشقِ مرحوم تمھاری

جب ظلم ہی واقع مین نہون ظلم تمھارے
فریاد کرے کیا کوئی مظلوم تمھاری

حیرت مری کہتی ہے کہ دیدار سے اُسکے
آنکھین ہی تمھین رکھتی ہین محروم تمھاری

تڑپاؤ تڑپنے لگے ٹھہراؤ ٹھہر جائے
جو حکم ہو جان اپنی ہے محکوم تمھاری

کیا حضرتِ دل دیکھ کے ہنستے ہین مرے زخم
روتی ہوئی یہ صورتِ مغموم تمھاری

دردِ جگری ضعف مین کہتا ہے اُٹھاکر
خدمت ہے سعادت مرے مخدوم تمھاری

مٹ کر جو کوئی ڈھونڈھنے والا نکل آتا
رہتی کمر اِس طرح نہ معدوم تمھاری

عالم مین جلال اور بھی عاشق ہین جفاکش
کیا اہلِ وفا مین ہے مگر دھوم تمھاری

اُٹھا کیون یہ دردِ جگر بیٹھے بیٹھے
کوئی یاد آیا مگر بیٹھے بیٹھے

چلو دشت کو کہتی ہے وحشتِ دل
ہم اُکتا گئے اب تو گھر بیٹھے بیٹھے

کہان ہجر مین بیقراری سے فرصت
کیا کرتے ہین ہم سفر بیٹھے بیٹھے

ستاتا ہمین چٹکیان دل مین لیکر
چبھو نا اُنھین نیشتر بیٹھے بیٹھے

محبت کو لازم ہے آوارگی بھی
نہین عشق کرتا اثر بیٹھے بیٹھے

مرے دل مین بھاگے وہ پہلو سے اُٹھکر
سمایا کسی کا یہ ڈر بیٹھے بیٹھے

کلیجے مین تھا درد یا دل مین اُٹھا
ادھر کون آیا اُدھر بیٹھے بیٹھے

اُٹھاتی ہے رہ رہ کے کیون بیقراری
ملی کیا کچھ اسکو خبر بیٹھے بیٹھے

تصور ہے اک دلبرِ گم شدہ کا
اُسے ڈھونڈھتی ہے نظر بیٹھے بیٹھے

یہ کھویا گیا کچھ پتا سُنکے اُسکا
یہین گم ہوا نامہ بر بیٹھے بیٹھے

جلال اب تو خود بیخودی پوچھتی ہے
چلے اُٹھ کے حضرت کدھر بیٹھے بیٹھے

کیون بھر آئے تھے جو خالی پھر گئے
بے اثر آنسو نظر سے گر گئے

پھر گئین انکی نگاہین مجسے کچھ
جب سے تم آنکھون مین میری پھر گئے

کوے قاتل کا اسے کہتے ہین شوق
پاؤن بنکر عاشقون کے سر گئے

کٹ گئے لو سخت جانون کے گلے
مُڑ گئین تیغین نہ خنجر کر گئے

رہگئے پیراک بحرِ عشق کے
ڈوب مرنے والے ڈوبے تر گئے

دے کے اک امید کو دل مین جگہ
کیا ہجومِ یاس مین ہم گھر گئے

کل نکلوائے گئے تھے کیون جلال
آج تم محفل مین اُسکی پھر گئے

صاحبِ خانہ بنے آئے جو مہمان کوئی
ورنہ اس آنے کا مانے گا نہ احسان کوئی

اُف بھی یہ ضبطِ محبت نہین کرنے دیتا
چٹکیان لیتا ہے دل مین مرے پنہان کوئی

دیکھ لین شام شبِ وصل کی آمد مجبور
شانون پر کھول تو دے گیسوے پیچان کوئی

بند محرم کے نہ باندھے کوئی چُست اتنے بھی
پھاڑ ڈالے نہ کہین تنگ گریبان کوئی

نظر آئینہ کی لگجائیگی اتنا بھی نہو
اپنی ایک ایک ادا دیکھ کے نازان کوئی

خود مری لاش ندامت سے گڑی جاتی ہے
کیون پسِ قتل ہے اسدرجہ پشیمان کوئی

کیون فلک تو نہ مٹا دے تو شبِ وصل کا بھر
آج سامان کرے ہیر و سامان کوئی

میرا روٹھا ہوا دل مجھسے نہین منسکتا
خود منا لائے اُسے حسرت و ارمان کوئی

کچھہ بتا دیتے ہین قاتل کی ہنسی کا مرے زخم
چوم لون مُنہ کو ذرا پھر تو ہو خندان کوئی

صبر ہی دل کے خبر لینے کو آیا نہ قرار
کِسکو کِسکو نہ پکارا شبِ ہجران کوئی

دلرباؤن کی ادا مین نہ قضا پوچھتی ہے
ہائے فرقت مین نہین جان کا خواہان کوئی

بال کیون کھول دیے اُٹھتے ہی صبحِ شبِ وصل
ہمنے دیکھا تو نہین خواب پریشان کوئی

کلمہ دل سے پڑھے جاینگے اُس بُت کا جلال
ہمین کافر کہے یا ہمکو مسلمان کوئی ؂

سنادے اپنا کچھہ اندازِ گفتگو کوئی
پھر اُس سے ہم بھی کہین اپنی آرزو کوئی

کہین نہ ہجر مین ہو دوست ہی عدو کوئی
چھُری نہ پھیر دے مجھپر رگِ گلو کوئی

تلاشِ یار مین دل آپ ہو گیا خود گم ؂
ملا نہ جب اُسے پہلوے جستجو کوئی ؂

الٰہی اُسکے دوپٹے کا پردہ رکھہ لینا
نہ سونگھہ لے کہین میرے کفن کی بو کوئی

تسلیان بھی ہین اُسکی مضر تو پھر اے دل ؂
علاج اپنی تڑپ کا بتا دے تو کوئی ؂

کچھہ اپنا کام کیے جائے جذبِ دل میرا
برا بھلا رہے پہلو مین خوبرو کوئی

سنائیے اُسے دُر دُر ہی ہے کیا انصاف
اگر ہو آپ سے خواہانِ آبرو کوئی ؂

دل و جگر ہون کہ پہلو کہان نہین اک درد
کسیکو ڈھونڈھتا پھرتا ہے چارسو کوئی

عزیز ہین ترے پیکان ہر طرح دل کو
بہائے خونِ جگر یا پیے لہو کوئی ؂

ہمین برے ہین دل اپنا اگر برا ہوتا
تو پوچھتا اُسے کا ہے کو خوبرو کوئی

مین چپ ہون اور وہ باتین سنا رہا ہی مجھی
مری طرف سے کرے کچھہ تو گفتگو کوئی

وہ ہمسی رُک گئے ہین دم نکلتے وقت بھی کچھہ
نکل کے دیکھہ لے اتنا تو آرزو کوئی

پڑا ہے پیچھے بُری طرح خوبرویون کے ؂

ارے جلال عجب بد بلا ہے تو کوئی

عدو نے بوسۂ رخ زلف کو ہٹا کے لیے
ہمین بلائین ہی لینے دو خدا کے لیے

کسی ادا ہی کی یاد آگئے جان یہ شب ہجر
بہانہ بھی تو ہو آخر کوئی قضا کے لیے

ملے تو یون اسے دل مین چھپاؤن مین کہ بنائے
جو دردِ عشق کو ڈھونڈھے کوئی دوا کے لیے

نہ اٹھو نزع مین پہلو سے مرنے والے کے
اُٹھاؤ ہاتھ ہی اس سے تو بد دعا کے لیے

فراقِ دوست مین دل سا بھی ہے جدا ہمدرد
تڑپ رہا ہون مین اِک دردآشنا کے لیے

گرا جو شوق شہادت مین پائے قاتل پر
قضا نے بڑھ کے قدم کشتۂ ادا کے لیے

ہوئی نصیب جو خلوت بھی اُسنے رہگئی ہائے
محل ہی ڈھونڈھتے ہم عرضِ مدعا کے لیے

کسی صنم کا وہ کہنا ادا سے وصل کی رات
نہ بولو ہمسے نہ چھیڑو ہمین خدا کے لیے

پکارتے ہین جفا دوست بھی یہ اب تو جلال
وفا ہے تیرے لیے اور تو وفا کے لیے

لاکھ خاموش ہو کب بند یہ تقریر مین ہے
بول اُٹھنے کی بھی عادت تری تصویر مین ہے

گفتگو صلح کی مجھہ مین فلکِ پیر مین ہے
اب وہ تقدیر سے لڑوانے کی تدبیر مین ہے

کھینچکے ملتے ہین مگر ہمسے وہ ملتے ہین ضرور
کیا نشہ اے جذبِ محبت تری تاثیر مین ہے

نکلے پیکان لپٹ جاتے ہین دل خود آکر
کیا لگاوٹ مرے سفاک ترے تیر مین ہے

دیکھے وحشت مین کوئی اپنی بیابان گردی
پاؤن اِک دشت مین اِک خانۂ زنجیر مین ہے

اُف بھی کرتا ہون تو کہتا ہے کہ چپ رہ اللہ
ضبط کس فکر مین ہے کون سی تدبیر مین ہے

پیچ و تاب اُنکو بھی ہے آٹھ پہر دیکھا اے دل
تجکو شکوہ تھا کہ بل میری ہی تقدیر مین ہے

ہم تو دل دیچکے تم کیون نہین لیتے جان
کیا تامل تمھین اِس جرم کی تعزیر مین ہے

کام بنتا ہے آخر کوئی بگڑے ہر چند
عفو ہو جانے کی خوبی مری تقصیر مین ہے

اِک گلا غیر کا جسمین ہین وہ دستِ نازک
ایک گردن مری جو طوق گلوگیر مین ہے

وعدہ کرکے کوئی وعدے کو وفا بھی تو کرے — بحث تعجیل مین ہمکو ہے نہ تاخیر مین ہے

اسمین سکتے کا ہے عالم اُسے ہر وقت سکوت — فرق بس اتنا ہی میری تری تصویر مین ہے

وصل مین بھی ہے تما اُسی طرح تڑپ دل کی جلالؔ

ہائے بےچینی ہی کمبخت کی تقدیر مین ہے

متفرقات

پھوڑتا ہے کوئی یہ کہکے ہماری آنکھین — کیون نظر پیار کی ڈالو جو ہین پیاری آنکھین

بیوفائی جو کرے ہمسے تو کچھ دور نہین — یار دیکھی ہین مرے دل نے تمہاری آنکھین

تماشا بدید ہمین دیکھنے آئے کیا خوب — جھوٹی قسمون کے لیے واہ ہماری آنکھین

بُتانِ دہر بھی زاہد خدا کی شان رکھتے ہین — خدا لگتی ہی بولینگے کہ ہم ایمان رکھتے ہین

تڑپنے مین کمی کب نیم بسمل کرتے ہین تیرے — بہت کچھ حوصلہ ہے گو زراسی جان رکھتے ہین

نہ دل دینگے وہی لیکر نہ مانگین گے ہمین دیکر — ہم اُن سے مطمئن وہ ہمسے اطمینان رکھتے ہین

تمنائین ہین جتنی خاک مین ملجائین عاشق کی — خدا بر لائے اُسکو آپ جو ارمان رکھتے ہین

ڈرین بیداد گر ایسی فغان سے — جو دلوادے دُہائی آسمان سے

اُٹھے پہلو سے میرا دل دُکھاکر — یہ پہلو پل گیا تمکو کہان سے

بجو عشق ترے کہتے ہین وہ ہم مین رہے — اور عالم مین جو رہکر اسی عالم مین رہے

میلا ہوا مزار پہ اپنے تو کیا حصول — اِک خلق آکے قبر کو پامال کر چلے

تمام شد

مخمس بر غزل قدسی علیہ الرحمہ

بخدا تو وہ بنی ہے کہ ترے پاس بنی — آئین گے روزِ جزا بہرِ شفاعت طلبی

کام آتا ہے ترا نام دمِ جان بلبی — مرحبا سیدِ مکی مدنی و عربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہِ خوبان بھی ہے تو خلق مین پاشاہِ امم
صورتِ آئینہ سکتا ئے اٹھین ہوتا پیہم

دیکھتے یوسف اگر حُسن کا تیرے عالم
منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

تیری والاحسبی کا ہی جہان مین شُہرا
ذات اقدس ہے تری فخرِ دو عالم شاہا

اشرف و افضل آفاق ہے توہی بخدا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہین خلق مین کوئی ناکام
لب سے پستہ مین مزہ چشم سے لطفِ بادام

رطب و یابس مین ہراک پر ہے کرم تیرا عام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

باعثِ عالمِ ایجاد ہوا تیرا نور
حق تعالےٰ کو ہے کیسی تری خاطر منظور

کلمہ پڑھتے ہین سب تیرا ملائک ہون کہ حور
ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

یک بیک آٹھہ بہشتو نکی بھی کرلی گلگشت
طرفۃ العین مین کی عرشِ معلیٰ کی بھی گشت

چرخِ اخضر کے بھی طی جلد ہوے ساتون دشت
شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچے کو پہونچتے نہین فردوس و ارم
قدسیون سے نہین کُتّا بھی ترا رتبہ مین کم

گہ وہ ہے کعبہ صفت قبلۂ اہلِ عالم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بےادبی

لطف جان بخش توجہ ہے تری آبحیات
نہ پئین ہم کو جو دین خضر بھی آبحیات

چاہیئے لطف کے پیاسون کو یہی آبحیات
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبحیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطفِ خداوند دو عالم پر ورش — تجھسے بڑھکر نہین اے شافعِ روزِ محشرؐ
دیکھ لے اک نگہہِ مہر سے للّٰلہ ادھر — چشمِ رحمت بکشا سوے غریبان بنگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مُطّلبیؐ

بخدا مثلِ جلال اسکا بھی ہے تو مطلوب — تو ہی دردِ دل اُمّت کا معالج ہے خوبؐ
چارہ جوئی کا ہے الحق یہی بہتر اسلوبؐ — یا طبیب الفقرا انت شفائ القلوب

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبیؐ

قطعات تاریخی

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن نواب محمد کلب علیخان بہادر مغفور والی سابق ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور

زمرگِ خویش اے آقای من و قدردانِ من — نمودی مبتلائے صدمہ و رنج و غمِ جانکاہ
جلال این مصرعِ تاریخ سالِ انتقالش گفت — بمردی آہ اے کلب علیخانِ بہادر آہ
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس والاجناب معلّیٰ خطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر دام اقبالہم والی ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور

آج کس شاہِ جوان بخت کو ای بختِ جوان — کشورِ ہند کا خالق نے کیا شاہنشاہؐ
تخت کس زینتِ اورنگ کا ہی عرشِ برین — تاج کس تاجورِ دہر کا ہے ظلّ اللہ
صورتِ چتر یہ کس تخت نشین کے سر پرؐ — دن کو گردش مین ہے خورشید فلک رات کو ماہؐ
بخت سی مین یہ مخاطب تھا کہ وہ بول اُٹھا — صاحبِ تاج ہوا آج وہ خورشید کلاہ
جسکا درِ سجدہ گہِ چرخ ہے بالائے زمین — زیرِ افلاک جو ہے خسروِ والا درگاہؐ
قیصرِ ہند کا جو خسروِ ذیشان ہے مشیرؐ — شہِ مشتاق علیخان مہِ اقبال پناہ

سال اورنگ نشینی کا بھی سن اُسکی جلال ؏
ہوے مشتاق علیخان بہادر جم جاہ ؎
۱۸۷۴ء مطابق ۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ ختم دیوان محمد شرافت علی کشتہ متوطن اکبرآباد من تلامذہ مصنف

شعر دیوان کشتہ خنجر ہین | تیغ خوبان ہر ایک مصرع خوب
ختم دیوان کا سال لکھدو جلال ؎ | کشتہ عشق کا ہے یہ مجبوب ؎
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن شاہ اودہ حضرت واجد علی شاہ
طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ

ہزار حیف جس اختر کی جلوہ فرمائی | تھی بزم دہر مین زیر فلک چراغ اودہ
کہی جلال نے اُسکے زوال کی تاریخ
کہ آہ آہ بُجھا یک بیک چراغ اودہ
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب ننھے میان صاحب مرحوم کہ یکے از عمائد
ریاست جوناگڑھ علاقہ ملک کاٹھیاوار بودند ؎

آہ آن ننھے میانصاحب بجوناگڑھ کہ بود | بس معزز بس مکرم بس امیر نیک خو
عارف وزاہد ملک سیرت سراپا علم وفضل | حافظ قرآن وحاجی صاحب خلق نکو ؎
مکرمت گستر مسافر پرور ومہمان نواز ؎ | شہرہ اش در بخشش وجود وسخا ہر چارسو
فیض بخش وحاتم دوران شہیر سلطنت | ترک دنیا ساختہ سوئے جنان فرمود رو

مصرع تاریخ سال رحلتش گفتا جلال
مرد حق آگاہ بودہ یافت حقا قرب او
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان صغیر مرحوم من تلامذہ جناب میر علی اوسط رشک مغفور

دیوان صغیر جنت مکان کا ⁂ چھپکر ہوا گیا مطبوعِ احباب
لکھو جلال ایک تاریخ اسکی ⁂ شاعر بھی ہمیشل دیوان نایاب

قطعہ تاریخ طبع مثنوی بہار کشمیر مصنفہ منشی پنڈت پیم نرائن صاحب شاکر کانپوری ۱۲۹۵ھ

کانپوری ہین جو اک پیم نرائن پنڈت ⁂ ناظمِ ملکِ سخن شاعرِ بے مثل و نظیر
کہکے اک مثنوی تازہ اُنھون نے فی الحال ⁂ اور اُسے کر کے مسمّےٰ بہ بہارِ کشمیر
جلد تر پیشکشِ والیِ منگرول کیا ⁂ تاکہ چھپکر ہو وہ مشہورِ جہان بے تاخیر
جسکے نیرنگ سے بیرنگ ہی گلزارِ نسیم ⁂ کھوئے جسکا اثر اگلونکے سخن کی تاثیر

طبع کا سال بھی کیا خوب شگفتہ ہے جلال ⁂
لائی پاکیزہ شگوفے یہ بہارِ کشمیر ⁂

قطعہ تاریخ طبع دیوان شفیقی نیر بنارسی سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲۹۵ھ

جب شفیقی جناب نیر نے ⁂ طبع دیوان کا قصد فرمایا
نکلی تاریخ بھی چمک کے جلال ⁂ آفتابِ سخن نکل آیا

قطعہ تاریخ انتقال مولانا مولوی سید حامد حسین مغفور اعلی اللہ مقامہ ۱۳۰۶ھ

سید حامد حسین امام العلمار حلت فرمود ⁂ کوشید در اثبات امامت دائم سبحان اللہ
اقوالِ مخالفین بنودن باطل شغلش این بود ⁂ پایسش بصراطِ حجتِ حق قائم اللہ اللہ

تاریخ وفات آن وحیدِ دوران بنوشت جلال
یکتا متکلم و یگانہ عالم بُد آہ صد آہ ⁂ ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال فرمودن مولانا جناب مفتی میر عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان ⁂

قبلۂ دینم جو مفتی میر عباس آہ آہ
رفت از دنیا و فردوس برین شد جاے این

خاک بر سر کرد و سال رحلتش گفتہ جلال
عالمی بمثل ادیبے بودہ بے ہمتاے این ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ تہنیت جشن شادی ختنہ و مکتب فرزند دلبند عالیجناب شیخ جہانگیر میان صاحب بہادر برادر گرامی قدر و والا مرتبت والی ریاست منگرول ولی نعمی معلّٰی خطاب جناب نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم و اقبالہم

ایک شب اٹھ جو گئی سوے فلک میری نگاہ
سہو و انجم کو بہم انجمن آرا دیکھا

عرش سی فرش تک اک نور کی چادر کا فرش
روشنی ایسی کہ دن رات مین کچھ فرق نتھا

وہ ثوابت کے گلاس اور کنول تھے روشن
آئے ہے آنکھو مین چکا چوندہ جو دیکھے بینا

جھاڑ بر جون کے فروزان وہ فراز گردون
نور جنکا تھا فروزندہ چشم اعمیٰ

دیدنی کاہکشان کی بھی سڑک کے جلوے
ہوش کھوتی تھی چراغان دراری کی ضیا

چارسو جلوہ گری پر وہ شہاب ثاقب
پنچشاخون کا ندیکھا تھا جھمکڑا ایسا

مہر و مہ آنکھون کا اپنے جسے تارا سمجھین
نور افشان تھا یہ کچھ پرتو قندیل سہا

مشتری لاکھ کرشمون سے کہین رقص کنان
کہین ناہید بصد عشوہ گری نغمہ سرا

جو نہ دیکھے تھے وہ دیکھے جو تماشے مینے
دیر تک دنگ رہا پھر یہ فلک سے پوچھا

کیون یہ کثرت ہے چراغان کی تبا کیا باعث
کیا سبب آج تری انجمن آرائی کا

ہائی آواز کہ کیا تجکو خبر اسکی نہین
شہر منگرول مین ہے جشن کا ہنگامہ بپا

اُس ریاست کے جو فرمان دہ جم مسند ہین
اُنکے بھائی کا ہے اک نور نظرہ ماہ لقا

شادی ختنہ و مکتب کا ہے اسکی اک جشن
دھوم سی دھوم ہے تا عرش برین ہے شہرا

عید سی عید ہوئی سُنکے یہ مژدہ مجھکو
کہ ہین فرماندہ منگرول تو میرے آقا

بھائی جو اُنکے جہانگیر میان صاحب ہین
اُنکا فرزند ہے دلبند انھین کا گویا

ہوئی فکر اسکی ہون اک قطعہ مین دو تاریخین	تا کہ دو تہنیتون کی ہو بہم رسم ادا
گو ہوا وقت پر اس جشن مین حاضر نہ جلال	نذر کو قطعۂ تاریخ تو ارسال کیا
باپ مان بھائی کو مژدہ کہ خوشا بسم اللہ	پہلے ہجری یہ ہوا سال رقم مکتب کا
عیسوی کلک نے پھر ختنہ کی لکھی تاریخ	شادیِ ختنۂ دلبند ہمایون ہو شہا

قطعات تاریخ طبع دیوان ہذا

از نتیجہ فکر شاعر سراپا علم و ہنر یگانہ سخنور حکیم شیخ محمد مہدی صاحب آثر لکھنوی مقیم عظیم آباد

سیدِ ضامن علیِ نکتہ سنج ؎	آنکہ بود نازشِ فضل و کمال ؎
یافتہ انجام چہ دیوان اوان	دل بربود است ز حسنِ مقال ؎
گفت چو جستم ز اثر سال طبع	نظم دلاویز و فصیحِ جلال ؎

از نتیجۂ فکر سخنور شیوا بیان محمد احسان علیخان احسان شاگرد مصنف ہیچمدان

میرے استاد کا کلام چھپا ؎	تیسرا ہے یہ انتخابِ سخن ؎
فکر بے مثل بے بدل مضمون ؎	کوئی دیسکتا ہے جوابِ سخن ؎
شوخیان ہین عروسِ معنی مین ؎	اُٹھ گئی چہرہ سے نقابِ سخن ؎
جابجا فکر کی امنگین ہین ؎	اُٹھتا جوبن ہے یہ شبابِ سخن ؎
لکھہ دے تاریخ طبع اے احسان	دیکھو چمکا اب آفتابِ سخن ؎

از نتیجہ فکر جناب سید علی عبد القادر شمس القادری المعروف بہ سید شاہ مرشد علیصاحب حنفی بغدادی متخلص بہ جمال و مداح و عاصی شاگرد مصنف ؎

چو شد مطبوع مضمونہائے دلکش ؎	ہمہ نظمش بہ از سلکِ لآلی ؎
دُرِ تاریخ طبعش سُفتہ عاصی	چہ زیبا گوہرِ مضمونِ عالی ؎

از نتیجہ فکر سخنور فصاحت و بلاغت مشحون شیخ محمد عمر جنون شاگرد مصنف ؎

عجب یہ بھی دیوان اُستاد کا ہے
یہ رنگِ سخن بھی سنا تھا نہ اب تک
جنون سال یون طبع دیوان کا لکھدے

مذاقِ بیان لطفِ تقریر دیکھو
قیامت کی ہے شوخ تحریر دیکھو
معانیِ دلکش کی تصویر دیکھو؀

از نتیجہ فکر سخنور خوش بیان نواب محمد مرزا خان حشم شاگرد مصنف ؀

ای زہی اُستادِ من قدوہ اربابِ فن؀
زُبدہ اہلِ کمال کیست جنابِ جلال؀
گفت چہ دیوان ببین دلکش خلق است این
ای حشم اینک بخوان مصرعِ سالش چنان؀

از کملائے سخن وز فصحائے زمن؀
جملہ فصیحان حال در صفتش نعرہ زن
ہست کلامِ حزین ہر غزلش مِن و عن
لائقِ اہلِ زبان شاہدِ بزمِ سخن؀

از نتیجہ فکر شاعر ذی مرتبت نواب مرزا مہدی حسنخان رفعت شاگرد مصنف ۱۳۰۶ھ

طبع شد دیوان اُستادم دگر؀
سال طبعش ہمچنین رفعت بخوان؀

حاسدان محزون دلِ احباب شاد
زینتِ بزمِ سخن دیوان بباد

از نتیجہ فکر شاعر یکتا نواب بندہ علیخان زیبا شاگرد جناب شیدا لکھنوی ۱۳۰۶ھ

جنابِ جلال اکمل و فرد و یکتا؀
ہوا طبع دیوان سوم جو اُنکا؀
دمِ فکر تاریخ دل نے صدا دی

سخندان و مہرِ سپہرِ فصاحت
ہوئی مثلِ زیبا ہر اک کو مسرت
یہ دیوان ہے بیشک کتابِ محبت

از نتیجہ فکر سخنور عدیم المثال حکیم سید محمد مہدی کمال خلف الصدق و شاگرد مصنف ۱۳۰۶ھ

دیوان کھلے ہوے ہین جنابِ جلال کے
کوئی کرشمہ گاہِ سخن کا ہے مدح خوان
نام دیوان اول ۱۲
شہرہ بہت ہی تیسرے دیوان کی مدح کا
مصرع ہے اسکی طبع کی تاریخ کا کمال؀

برپا جہان مشاعرہ کی انجمن ہے آج
شاہد بھی شاہد شعرائے زمن ہے آج؀
نام دیوان دوم ۱۲
جو گوشِ اہلِ ہوش مین حلقہ فگن ہے آج
آفاق مین جلال کا دورِ سخن ہے آج

از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال میر محمد نظیر مقال شاگرد و خویش مصنف؀ ۱۳۰۶ھ

دیوان سوم زاوستادم ؎
شد طبع بآب وتاب آئین ؎

اشعارش نشتر رگِ جان ؎
دلکش ہر مصرعِ خوشش آئین ؎

الفاظ شگفتہ شوخ معنی ؎
گفتارِ خوشش و بیانِ رنگین ؎

اینست مقال سالِ طبعش ؎
اے جلوہ شاہد مضامین ؎ ۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ فکر بلاغت انتمائے منشی دہنپت رائے صاحب محقق مختار سرکار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسینخان بہادر اسد جنگ دامِ اقبالہ

چو دیوان سوم زفکر جلال ؎
شد از حلیۂ طبع رونق پذیر ؎

مصاریع صافش چو سلکِ گہر ؎
مضامین پاکش چو انجم منیر ؎

بمدح وثنایش کشودند لب ؎
دبیر و بلیغان زبرنا و پیر ؎

پئے سالِ طبعش نمودیم غور ؎
بوقتِ قلیل و بشوق کثیر ؎

ندا داد ہاتف محقق بگو ؎
دُر افشان کلامِ جلالِ شہیر ؎ ۱۳۰۶ھ

از نتیجۂ فکر برگزیدہ کونین سیّد زوّار حسین وارفتہ شاگرد مصنف

نہ کیون شاد ہون صاحبانِ مذاق
نہ کیون نکتہ دانِ سخن ہون نہال ؎

ہلال سمائے سخن دیکھ کر ؎
نہ کیونکر کرین عید اہلِ کمال

کہ دیوان ثالث بھی اُستاد کا
ہوا طبع لاثانی و بیمثال ؎

ہوئی فکر تاریخ وارفتہ کو ؎
تو دل سے ہوا مائل قیل وقال ؎

کہا بلبل طبع نے سال طبع
کھلا ہے عجب بوستانِ خیال ؎ ۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر سخنور رنگین مقال مرزا مرتضیٰ حسین وصال شاگرد مصنف ؎

دونون دیوانون ہی اسکا جداگانہ مذاق
تیسرا دیوان بھی بیمثل ہے اُستاد کا

مشتری سو جان سے کیونکر نہون اہلِ سخن
سارے دیوان مین مذاقِ عاشقانہ بھر دیا

کیا فصاحت کیا بلاغت کیا نزاکت واہ واہ
کیا معانی کیا بیان کیا شوخی طبعِ رسا

مصرعِ تاریخ اسکی طبع کا لکھدے وصال ۔ محفل افروزِ فصاحت ہے یہ دیوان باصفا
۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر سخنور معنی شناس میرزا ذاکر حسین یاس شاگرد مصنف

چون جلال نامور دیوان ثالث نظم کرد ۔ در جہان از ذاتِ او فخر است فنِ شعر را
شد بہم اے یاس بہرِ یادگار سالِ طبع ۔ کاوشِ دل سوزِ جان دردِ جگر رسم وفا
۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر شاعر خوش بیان محمد آل نبی خان ارمان خلف الصدق احسان شاہجہانپوری

جلالِ نامور کا چھپگیا وہ تیسرا دیوان ۔ کہ جسکی سیر مین بالکل مزہ سیرِ چمن کا ہے
چمکتا ہی حسینون کی طرح ہر لفظ کا چہرہ ۔ سیاہی مین مقرر نورِ شمع انجمن کا ہے
مری خامے نے ای ارمان سال عیسوی لکھا ۔ یہ اندازِ کلام نازِ معشوقِ سخن کا ہے
۱۸۸۹ع

از نتیجہ فکر سخنور سلیس محمد مبین جلیس شاگرد یاس لکھنوی

شدہ مطبوع دیوان جلال آن ۔ کہ قربان شد برو نظم ثریا
جلیس این مصرعِ تاریخ گفتم ۔ کلام شاعرِ بے مثل و دانا
۱۳۰۶ھ

از نتیجہ فکر شاعر بلاغت اساس سید یوسف حسین قیاس خلف اکبر یاس لکھنوی

میرے استاد کا دیوان سوم طبع ہوا ۔ ہر حساد کے جلتے رہی بھر ہوش دخوار
مجکو تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے کہا ۔ فکرِ رنگین کا یہ گلدستہ سوم آ گیا
۱۳۰۶ھ

بعد حمد و صلوٰۃ و منقبت سید الوصیین امیر المومنین غالب کل غالب علی ابن ابی طالب و جملہ ائمہ معصومین علیہم التحیات کے کمترین بندگان ایزد متعال ننگ سخنوران باکمال حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی عرض کرتا ہے کہ ہیچمدان نے یہ تیسرا دیوان محض حسب فرمائش بندگان حضور رعالیجناب معلی القاب فلک آب ہلال رکاب ولی نعمی نواب شیخ حسین میان بہادر دام ملکہم و اقبالہم والی ریاست منگرول علاقہ ملک کاٹھیاوار تصنیف کیا اور اسی قدر دان اہل سخن و فیض رسان شعرائے ازمن کی امداد و اعانت سے یہ معشوق سراپا ادا و محبوب ہوشربا بزم ناظران بالغ نظر و انجمن مشتاقان دیدہ ور مین چھپ کر جلوہ گر ہوا۔ خداوند سخن آفرین اس ناظورہ دلنشین کو مقبول طبائع سخن سنجان خوش مذاق آفاق فرمائے اور حساد بدبین کی چشم بد سے بچائے ؎

اطلاع

ناظرین بالغ نظر و دیدہ وران روشن گہر پر واضح ہو کہ اس دیوان مین یہ ہیچمدان ان الفاظ کو نہین لایا۔ (اور) واو عطف کا ترجمہ جو کبھی فع کے وزن پر بھی آجاتا ہے۔ (پر) الّا و مگر کے معنی پر جو حرف استثنا کا ہے۔ (پہ) علے و بر و مگر کا ترجمہ۔ (تلک) تک کا مرادف الی و تا کا ترجمہ۔ (وہان) (یہان) جو فع یا فاع کے وزن پر آجاتے ہین (سے) جو لفظ طرح کے بعد آجاتا ہے۔ جیسے "اس طرح سے"، "کس طرح سے"۔ (سر) بالفتح جو فارسی مین ترجمہ راس کا ہے صرف بدون ترکیب۔ (گر) جو فارسی مین حرف شرط کا ہے۔ (شمشیر) تیر و تدبیر کے قافیے مین۔ (وصلت) جو وصل اور وصال کے مقام پر آجاتا ہے ؎

صحت نامہ طبع دیوان ہٰذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	ذرا	ذرا
۷	۱	رہے	رہی
〃	۹	گرگے	گرکے
〃	۱۵	ہونچون	پہونچون
۸	۱۰	جو	جو
۹	۱۶	دے	دی
〃	۲۱	مہر	مُہر
۱۰	۱۹	بیان	بیان
۱۱	۲۱	کودی	کودے
۱۵	۴	حزن	حُزن
۱۷	۲۱	واہ ری	واہ ری
〃	〃	ناز	ناز
۱۹	۱۸	اپنی	اپنی
〃	〃	سحر حلال نام مثنوی از اسیر ازی	سحر حلال نام مثنوی از امانی خرم آزی
۲۱	۱۲	ترے	تری
۲۶	۱۵	یہی آتا	یہی آیا
۲۷	۱۰	قضا نام اوّ	ادا نام قضا
۲۹	۵	میل کرنا	میل کرنا
〃	۹	اسی پہلو	ایسے پہلو
〃	۱۰	ڑلا نادلکا	لانادلکا
۳۱	۱۱	عشاق کے	عشاق کی
〃	〃	شوخ	ترک
۳۶	۱۹	نہین من	نہین مین
۴۰	۱۶	اپنی	اپنے
〃	۲۱	ہے	ہے
۴۱	۱۵	ترکے	ترکی
۴۲	۷	کیسے	کیسے
۴۴	۳	آتے	آتی
〃	۱۳	اسکا	اسکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲	قایل	قابل
۴۸	۲	برم مین	بزم مین
〃	〃	کنکھیون	انکھیون
۴۹	۵	دل سے	دل سے مین
۵۱	۲۱	پکاری	پکارے
۵۲	۱۵	ناز مین	ناز نین
۵۳	۲۱	نزی	نئی
۵۴	۸	مرا	مرے
۵۵	〃	محرم کی	محرم سے
۵۸	۲۰	جالِ عاشق	حالِ عاشق
۶۷	۱۷	صبح نو دل	تسبیح قبل
۶۹	۵	ترے	تری
〃	۹	زخم تیغ نگہ	زخم تیغ نگہ
۷۰	۱۳	ہمارا	تمھارا
۷۳	۳	فدا	ذرا
〃	۹	اور	اور
۷۷	۴	طوفان	طوفان
〃	۷	پرآبلہ	پرآبلہ
〃	۱۲	کہا ہے	کیا ہے
〃	۲۱	ترکے	ترکے
۷۹	۷	اہا	رہا
〃	۱۲	اسے دل	اے دل
۸۱	۲	ڈیدال	ویڈال
۸۲	۲۰	پھٹ جائے	پھٹ جائے
〃	۲۱	اچھی	اچھی
۸۳	۴	ہوئی ہے	ہوتی ہے
۸۷	۱۵	بجوز	بجود
۹۳	۹	اوان	ازان
۹۴	۳	مصرع ثانی	[illegible] ۱۳۰۶
〃	۱۰	کوئی	عالم
۹۵	۱۹	دوان	دیوان
۹۶	۱۱	خواس	حواس

از نتیجہ فکر سخنور عدیم المثال حکیم سید محمد مہدی کمال خلف الصدق مصنف

ہوا جو اہل سخن مین یہ جلوہ گر ہے کر — تمام بزم کی آنکھون مین کھب گیا دیوان
تمام کیتے ہین عجب شاہدان معنی کی — زہی جلال سخنور کا متیرا دیوان
کمال خوب ہی تاریخ طبع کا مصرع — یہ دلربائے سخنور چھپا ہی کیا دیوان
۱۳۰۶ھ

ایضاً

در صنعت صوری و معنوی

زہی کلام خوش و دلکش جناب جلال — کہ بیقرار کند شوخی مضامین
کمال صرع تاریخ گفت این ہاتف — سنین طبع دیوان ہزار و سہ صد و شش

از نتیجہ فکر برگزیدہ کونین سید زوار حسین وارفتہ شاگرد مصنف

دراشدہ دیوان ثالث استاد جلال الخ لکھا — جسکے انوار مضامین سے ابگل چراغ اہل
سال ہجری کی ادھر مین منقوطہ و مہملہ سے پیدا — اظہار سے یہ حال کہ بزبان مصنف
کیا آب و تاب کی تاریخ طبع دیوان کے وارفتہ — ہر مصرع مصرع سلک گوہر چشم چراغ اہل

کتب از تالیف و تصنیف جناب جلال بالتسجیع

سرمایہ زبان اردو و تحفہ سخنوران — یہ لغت مبسوط جملہ مفردات و مرکبات و محاورات و کنایات و مصطلحات و امثال زبان اردو کا جامع نہایت مفید و کارآمد سخنوران اردو زبان بعنایت جناب ارکان صاحب بہادر آف پبلک انسٹرکشن بنگال طبع ہوا ہے خوبیان اسکی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہین سچ تو یہی کہ اجتک ایسا لغت جامع و مانع متقدمین و متاخرین مین کسی کی تالیف سے نہین دیکھا گیا۔ یہ لغت اہل مدارس کو بھی بہت مفید ہے قیمت فی جلد عہ علاوہ محصول

افادۂ تاریخ — یہ رسالہ بحث تاریخ گوئی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا۔ قیمت مع محصول ڈاک ۴؎

مفید الشعرا — یہ رسالہ بحث تذکیر و تانیث مین نادر و نایاب ہے قیمت مع محصول ڈاک ۴؎

شاہد شوخ طبع — دیوان اول جناب ممدوح قیمت مع محصول عہ

کرشمہ گاہ سخن — دیوان دوم جناب ممدوح قیمت مع محصول ۱۲؎

درخواستین بنام حکیم سید محمد مہدی کمال لکھنؤ منصور نگر کے پتہ سے آئین ✤

اعلان

اس دیوان کی رجسٹری ہوگئی ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین۔ دوسرے جس دیوان پر مُہر و دستخط حکیم سید محمد مہدی کمال کے نہون۔ وہ مال مسروقہ ہی لینا چاہیے۔ قیمت فی جلد مع محصول ۱۲؎ جس قدر جلدین مطلوب ہون۔ لکھنؤ محلہ منصور نگر حکیم سید محمد مہدی کمال سے طلب کیجئے